قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی القرآن الکریم

ماھنامہ

المرشد

لاھور

اویسیہ سوسائٹی۔ کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور۔ ۵۴۷۷۰

تصوّف کیا ہے؟

لغت کے اعتبار سے تصوّف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے جا ملے ، اس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النیّت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے الٰہی ہے ۔ قرآن و حدیث کے مطالعے ، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور آثارِ صحابہؓ سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے ۔

(دلائل السلوک)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۰۷

ماہنامہ المرشد لاہور

جلد : ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ بمطابق اکتوبر سنہ 1994ء شمارہ ۳

فہرست مضامین

اداریہ ۳

رک جاؤ کہ ۴

آزادی کس سے اور غلامی کس کی ۱۶

تم کون ہو ۲۶

مردہ ارواح ۳۷

سوال و جواب ۴۳

بدلِ اشتراک

تاحیات : ۲۰۰۰ روپے

فی پرچہ بارہ روپے

سالانہ : ۱۴۰ روپے

غیر ملکی

سالانہ — تاحیات

سری لنکا - بھارت - بنگلہ دیش

۳۰۰ روپے ۳۰۰۰ روپے

مشرقِ وسطیٰ کے ممالک : —

۷۵ سعودی ریال ۷۵۰ سعودی ریال

برطانیہ اور یورپ : —

۲۰ سٹرلنگ پونڈ ۱۰۰ سٹرلنگ پونڈ

امریکہ و کینیڈا : —

۳۵ امریکن ڈالر ۲۰۰ امریکن ڈالر

پتہ : ماہنامہ المرشد - اویسیہ سوسائٹی - کالج روڈ - ٹاؤن شپ لاہور فون : ۸۴۴۹۰۹

ناشر : پروفیسر حافظ عبدالرزاق پرنٹرز انتخاب جدید پریس لاہور

ماہنامہ **المرشد**

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
مُجدّدِ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ
شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

مشیرِ اعلیٰ
نشر و اشاعت : پروفیسر حافظ عبدالرزاق ایم اے (اسلامیات) ایم اے (عربی)

ناظرِ اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین

مدیر : تاج رحیم

اداریہ

کسی ملک کے شہریوں کو رائے دینے کا حق ملنا دین کی رو سے منع نہیں بلکہ ایک شہری یا ایک فرد کی اہمیت اور عزت افزائی ہے۔ اور اسلام نے ایک فرد کی عزت اور احترام کو بہت اہمیت دی ہے۔ ایک اسلامی معاشرے کی بہتر اجتماعی زندگی کے لئے اس کے ہر ایک ممبر کی عزت، اس کی اہمیت، اس کا تحفظ، اس کے حقوق بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس وقت اس وطن عزیز میں تین طبقے موجود ہیں جو بظاہر مختلف سوچ رکھتے ہیں لیکن ایک ہی مقصد کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ مقصد ہے فیوڈل سسٹم کی برتری اور بقاء۔ جاگیردار، سرمایہ دار، منشیات کے سمگلر، سیاسی دینی رہنما اور پیر، یہ سب اس معاشرے کے فیوڈل لارڈز ہیں۔ دوسرا طبقہ دیندار لوگوں، دین کے علما اور اسلام کے خیر خواہ لوگوں پر مشتمل ہے جو اسلام کے نفاذ کا خواہش مند ہے۔ تیسرا طبقہ جو تقریباً ۹۵ فیصد سے زیادہ آبادی پر مشتمل شہریوں کا ہے جو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح صرف اس لئے زندہ رکھے جاتے ہیں کہ وہ فیوڈل نظام کی خوراک بنتے ہیں۔

ہمارے تمام فیوڈل لارڈز جمہوریت کی بقاء کے ترانے یوں گاتے ہیں جیسے "ہیر" کو بڑی خوش الحانی کے ساتھ گایا جاتا ہے۔ لیکن "ہیر" گانے اور سننے والا کوئی بھی اپنی بیٹی کو "ہیر" بننے کے تصور تک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ہمارے فیوڈل لارڈز جمہوری نظام کی ہوا تک اپنے وطن میں آنے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے اور پاکستان کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ جس طرح آج تک اسلامی نظام کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ اسی طرح جمہوری نظام بھی آج تک ایک لمحے کے لئے نافذ نہیں ہوا۔ یہاں روز اول سے فیوڈل سسٹم نافذ چلا آ رہا ہے۔ اس سسٹم میں کسی شہری کو انسان ہی تصور نہیں کیا جاتا، حقوق تو خیالی باتیں ہیں۔ اس نظام میں ایک شہری کو اپنی مرضی سے جینے کا حق بھی حاصل نہیں۔ یہ الیکشن اور یہ ووٹنگ کیا ہیں۔ یہ اس طبقے کی تفریح طبع کے لئے کھیل تماشہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ یہی طبقہ اپنی تفریح کے لئے انسانوں کو شیروں کے آگے ڈال دیتے تھے۔ اب الیکشن کا شیر آگیا ہے۔ آئے دن بے بس شہریوں کے ریوڑ اس کے آگے ڈال کر تماشہ دیکھتے ہیں کہ کتنے شہریوں کو یہ شیر نگل جاتا ہے۔ اور کتنے اگلے کھیل کے لئے بچ نکلتے ہیں۔ مگر کتنے عقل کے اندھے اسے رائے دہی سمجھ کر جمہوریت کہتے ہیں۔

دوسرا طبقہ جو دیندار لوگوں اور علمائے دین پر مشتمل ہے وہ بھی اپنے محدود ماحول، دنیوی علوم سے بے بہرہ، اپنی ہٹ دھرمی، تعصب اور تنگ نظری کی وجہ سے فیوڈل سسٹم کو تقویت دینے میں اپنی پوری قوت صرف کر رہا ہے اور اسلامی نظام کے قیام میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ فیوڈل سسٹم کا آلہ کار بن کر اپنی تقریروں، تحریروں، جمعہ و عیدین کے خطبوں اور جلسے جلوسوں میں جمہوریت کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ اس طبقے کی عقل، سوچ اور عمل پر رونا اس لئے آتا ہے کہ جس بت کا وجود ہی اس سرزمین پر موجود نہیں اسے ڈھانے کے لئے بیلچے اور کدالیں اٹھائے کہاں جا رہے ہیں۔ اور فیوڈل سسٹم کا دیوہیکل بت جو پوری قوت کے ساتھ ان کے سروں پر کھڑا ہے ان کو اس کا بوجھ نہ تو محسوس ہو رہا ہے اور نہ ہی نظر آتا ہے۔ یہاں جمہوری نظام کے حق میں بات کرنا مقصود نہیں۔ البتہ دیندار اور علماء کے اس طبقے کے علم میں اتنا اضافہ کرنا مناسب ہے کہ جمہوری نظام اور اسلامی نظام میں جو سب سے بڑی بنیادی قدر مشترک ہے۔ وہ ہے فیوڈل سسٹم کے بت کو توڑ کر پاش پاش کرنا۔ اور شہریوں کی زندگی اور بہبود کے لئے کام کرنا۔ اس کے بعد جمہوری نظام فکر اور اسلام کے رستے جدا ہوتے ہیں۔ جمہوری فکر تمام معاملات کو شہریوں کی سوچ پر چھوڑ دیتی ہے کہ اپنی بہتری اور بھلائی کا بندوبست اپنی سوچ کے مطابق کریں۔ مگر اسلام میں، عوام اور شہریوں کی زندگی کی فلاح و بہبود، معاشرت، معاشی سسٹم، تحفظ و انصاف اور دیگر معاملات کو اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق چلایا جاتا ہے۔

اگر دین اسلام کے خیر خواہ دوسروں کو بدلنے سے پیشتر اپنی سوچ بدل لیں۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے، لڑائی جھگڑے، قتل و غارت اور اسلام کی ٹھیکیداری چھوڑ کر خیالی دشمن کی بجائے اپنے اصلی دشمن کو پہچان لیں۔ اور اس کے خاتمے کے لئے صرف اور صرف مسلمان بن کر ڈٹ جائیں۔ تب تو نظام اسلام کے قیام کا سبب ہم سب بن سکتے ہیں۔ اگر ہماری سوچ و فکر کے دیوالیہ پن کا یہی حال رہا تو بعید نہیں کہ بطور عذاب اللہ کسی کافر قوم کو ہم پر مسلط کر دے۔ اور پھر اسے مسلمان ہونے کی توفیق بخش کر قیام اسلام کا سبب بنا دے۔ یہ اللہ کے اپنے فیصلے ہیں۔

تاج رحیم

رک جاؤ کہ......

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

تاریخ انسانی میں مذاہب انسانی بھی ہر عہد ہر دور انسان کی ہر ذہنی سطح اس کے علمی شعور کے مطابق مختلف انداز میں سامنے آتے ہیں۔ یہ صرف مذہب حقہ ہے جو زمانے کی تبدیلیوں سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ ہر زمانے کو اپنی لائی ہوئی تبدیلی سے متاثر کرنا چاہتا ہے آدم علیہ السلام نے جو کلمہ حق جس کی بنیاد دین کو قرار دیا لا الہ الا اللہ۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم تک ہر آنے والی نبی اور رسول علیہ السلام نے اس کلمے کو دہرایا اس حقیقت کا بیان کیا جو خبر جنت دوزخ آخرت حساب کتاب کے بارے آدم علیہ السلام نے دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک آنے والے ہر نبی نے اسی خبر کا اعادہ فرمایا۔ اگر تبدیلی کوئی آئی تو احکام میں فرائض کی تعداد میں عبادت کے اوقات میں حلال و حرام میں چونکہ یہ ایسی چیزیں تھیں جو انسان کی مادی زندگی سے متعلق تھیں اور جس جس انداز سے انسانی زندگی آگے بڑھتی رہی انسانی مصروفیات تبدیل ہوتی رہیں انسانی شعور بدلتا رہا تو احکام میں تبدیلی آتی رہی لیکن اخبار میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں آئی اور بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ مذاہب حقہ دین برحق اسلام کے علاوہ مذاہب باطلہ کے پاس خبرنامہ کی سرے سے کوئی چیز ہی نہیں جسے آپ ناقابل تنسیخ کہیں ناقابل تبدیلی کہیں اس طرح کی کوئی بات مذاہب باطلہ کے پاس ہے ہی نہیں خبر ہے انسان کی اصل کیا ہے انسان کے بنانے والا کون ہے وہ کیسا ہے وہ کس بات پہ راضی ہوتا ہے وہ کس بات پہ خفا ہوتا ہے انسان کی منزل کیا ہے انسان کہاں جا رہا ہے یہ بے شمار لوگ زیر زمین دفن ہو رہے ہیں اس کا حاصل کیا ہے زمین کے نیچے کون سا جہاں آباد ہے کبھی واپس آئیں گے نہیں آئیں گے یا یہاں والے سارے وہاں چلے جائیں گے تو وہاں کیا ہے یہ ساری خبریں ہیں اور یہ وہ خبریں ہیں جو ہر زمانے میں اللہ کے نبیوں نے دی ہیں انسانی عقول انسان کے ساتھ فریب کرتے رہے دھوکا کرتے رہے اور مذہب کے نام پر اسے گمراہ کرتے رہے۔ سب سے بڑی گمراہی کیا تھی انسانی خواہشات کو مذہب کی لپیٹ میں لے لیا گیا مذہبی تقدس میں انسان کی آرزوؤں کو اس کی ضرورتوں کو لپیٹ کر انسان کو بلیک میل کیا گیا ایکسپلائیٹ کیا گیا اس بت کے سامنے اتنی نذر رکھ دو اتنے کھانے بت پر چڑھاوا چڑھا دو اتنے پیسے دے دو اتنا زیور دے دو تو یہ تب تمہیں اولاد دے گا۔ اب اس کی اولاد کی خواہش تھی ضرورت تھی اس ضرورت کو ایکسپلائٹ کیا بت پیسے کو کیا

کرے گا۔ وہ جو بت کے نام پر بنا ہوا انسان بت کے محافظ یا بت کے نام کے طور پر بیٹھا تھا یا بت کے پجاری کے طور پر یا پادری یا برہمن کے طور پر بیٹھا تھا اس نے وہ دولت لے لی۔ سوال پیدا ہوا یہ بہت بڑا سوال تھا کہ قدیم مذہب کی تاریخ دیکھی جائے تو سوال یہ پیدا ہوا کہ انسان پیدا ہوتا ہے اچھے برے دن گزارتا ہے بھلائی کرتا ہے برائی کرتا ہے مرجاتا ہے۔ موت تک تو بھلا اور برا دونوں برابر ہیں گرتے پڑتے بھوکے پیاسے گرمی سردی گزار کے مرگیا اب مرنے کے بعد بھی کوئی بات ہے کہ کوئی پتہ چلے کہ جس نے زندگی بھر اچھائی کی اسے کوئی اچھا انجام پیش آئے گا جس نے برائی کی اسے کوئی برا انجام پیش آئے گا۔ اب چونکہ مذاہب باطلہ کے پاس کوئی خبر نہیں تھی حقیقت کی اس عالم کی کوئی خبر نہیں تھی انسانی عقل نے یہ تماشا جوڑا اس نے کہا اچھا یہ پھر واپس آ جائیں گے۔ جو نیکی کرے گا وہ انسان پھر کسی گھر میں بندہ بن کر پیدا ہو جائے گا جو نہیں کرے گا وہ کسی جانور کی شکل میں دوبارہ پھر دنیا میں آ جائے گا۔ اگر آپ کو یاد ہو تو پری پارٹیشن ہمارے ہاں یہ جو ہندو ہوتے تھے یہ اکثر کھانے کے بعد دھونے سے پہلے برتن کتوں اور بلیوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے کہ یہ کھا پی لیں یہ نہیں کہ انہیں کتے بلیوں کے ساتھ محبت تھی ان کا مذہب ان سے کہتا تھا ہو سکتا ہے آپ کا کوئی مرا ہوا باپ ماں بھائی بہن وہ کوئی اس کتے بلی کے روپ میں پھر رہا ہو انہیں بھی کھا لینے دو یہ عقیدہ تھا ان کا اس لئے وہ یہ نہیں کہ وہ اسے مقدس سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں میں سے کوئی اس روپ میں آگیا یہ جو بار بار ہمارے گھر آتا ہے یہ کوئی ہمارا ہی جاننے والا ہے اس طرح کے دھوکے کئے گئے انسانوں کے ساتھ نبی علیہ السلام کا ذکر خیر جب قرآن حکیم فرماتا ہے تو مذہب ایک بالکل مختلف چیز نظر آتی ہے۔ سارے مذاہب باطلہ انسان کو بلاتے ہیں کہ تیری تکلیفیں دور کریں تیری بیماریاں دور کریں تیرے قرضے اتار دیں تجھے ملازمت دلا دیں عہدہ دلا دیں حکومت دلا دیں مذہب اسلام بلاتا ہے بندے کو کہ تجھ سے جو برائی انسانیت کو پہنچ رہی ہے اس سے میں انسانیت کو نجات دلا دوں اسلامی کی بنیاد اس بات پر نہیں ہے کہ آنے والے کو حکومت مل جائے گی اسلام کی بنیاد اس بات پر نہیں ہے کہ آنے والے کو اولاد مل جائے یا آنے والے کو دولت مل جائے اسلام کی بنیاد نبی علیہ السلام نے اس بات پر رکھی اور ہر نبی نے اس بات پر رکھی کہ جو بندہ ان پر ایمان لایا پھر اس کے ہاتھوں کسی بنی نوع انسان کو ایذا پہنچی یعنی جو دکھ زمانہ اسے دے رہا تھا وہ تو بڑھ گئے کئی دفعہ جو لوگ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے ان کے دکھوں میں مادی دکھوں میں کون سی کمی ہو گئی جو بڑے بڑے تاجر تھے ان کی تجارت ٹھپ ہو گئی جو بڑے بڑے زمیندار تھے ان کو زمینیں چھوڑنا پڑ گئیں جو بڑے بڑے معزز تھے انہیں رسوا ہونا پڑا۔ غریبوں کو جو بڑے عابد و زاہد تھے ان پر بیت اللہ کے دروازے بند کر دئے گئے جو پہلے کمزور تھے انہیں گرم ریت پر لٹا کے ان کے سینے پر چٹانیں رکھی گئیں گرم لوہے سے داغا گیا تو کیا حاصل ہوا انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے۔

حاصل یہ ہوا کہ انہوں نے جلنا مار کھانا مال لٹانا قبول کر لیا لیکن مؤرخ یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام سے انسانیت کو کوئی تکلیف پہنچی ہو۔ اسلام اس حقیقت کی طرف بلاتا ہے کہ تیری وجہ سے تیرے وجود سے تیری سوچوں سے تیرے کردار سے تیرے عمل سے تیرے نظریات سے جو کچھ دنیا پہ بپا ہو رہا ہے۔ یہ زلزلے یہ طوفان یہ بجلیاں کیوں کڑکتی ہیں سمندر خشکی پر کیوں چڑھ دوڑتے ہیں آسمانوں سے جہاز آگ اگلتے ہیں زمین سے آپ کی ایجادات آگ اگلتی ہیں یہ ہر طرف کیوں خون کا بازار گرم ہے کیوں انسان انسانوں کو قتل کرتے ہیں کیا یہ انسانیت ہے کہ انسان انسان کو قتل کر کے خوش ہو یا درندگی ہے وحشت و بربریت ہے یا انسانیت تو یہ کیوں ہوتا ہے فرمایا **بما کسبت ایدی الناس** لوگوں کے برے اعمال

کا نتیجہ ہوتا ہے ماحول متاثر ہوتا ہے بادل متاثر ہوتے ہیں فضائیں متاثر ہوتی ہیں آپ اس قوم کو نہیں جانتے جس پر بادلوں سے آگ برسی ہے کیوں بادل سے بجائے برف برسنے کے یہ آگ کیوں برسنے لگی پانی برسنے کے آگ کیسے برسنے لگی ان کا کردار تھا اسی طرح آج کی انسانیت میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر جگہ قتل و غارت انسان کا خون پانی کی طرح بہتا ہے کیوں ہمارے کردار کی وجہ سے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ لوگو! میں نے دنیا بڑی خوبصورت بنائی ہے بڑی آرام دہ بنائی ہے بڑی پرسکون بنائی ہے اور بڑی مزے دار بنائی ہے اسے تباہ نہ کرو تم اس میں رہنے کے لئے آئے ہو اسے استعمال کرنے برتنے کے لئے آئے ہو اسے برتو اسے استعمال کرو اسے چیرو پھاڑو تو نہیں چھینا جھپٹی میں تو یہ لباس پھٹ جائے گا۔ سینہ جھپٹی میں تو یہ مکان گر جائیں گے لڑائی میں تو یہ برتن ٹوٹیں گے تو تمہیں جو جو قدرت کی طرف سے ملتا ہے تمہارا کام ہے اپنی اپنی ضروریات کو پیش کرنا اللہ کے سامنے لکھ کر نہیں دیا جاتا اللہ کے سامنے پیش اس طرح کرو گے کہ بھوک لگی ہے تو مزدوری کرو گے تجارت کرو گے ملازمت کرو گے یہ ذریعہ ہے یہ تمہاری درخواست ہے اس کی بارگاہ میں کہ بار الہا مجھے روزی کے وسائل چاہئے اس پر وہ تمہیں کتنی دیتا ہے ہزار روپیہ ماہوار دیتا ہے یا دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا ہے جو دیتا ہے اس پر قناعت کرو تم نے درخواست دی تم نے زمینداری کی تم نے کاشتکاری کی تم نے مزدوری کی اس نے تمہیں جو اس نے مناسب سمجھا تمہیں عطا کر دیا اب دوسرے کا چھیننے کے لئے مت بھاگو یہ اسلام ہے۔ اس حقیقت سے آشنا ہونا کہ میری درخواست اس کے سامنے رہے اور وہ میرے پاس موجود رہے میری ضرورتیں مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور میں اپنے بھلے کے لئے اتنا فکرمند نہیں جتنا اس کی رحمت میری نگہبانی کر رہی ہے یہ اعتماد اللہ پر اسلام دیتا ہے۔ جب یہ اعتماد ہو تو معاشرہ دوسری طرح کا ہو جاتا ہے کوئی چوری نہیں کرتا کوئی کسی کا مال نہیں چھینتا کوئی جھوٹ نہیں بولتا کوئی کسی کو دھوکا نہیں دیتا کیوں اس لئے کہ جھوٹ بول کر چوری کر کے اسے کچھ ملے گا نہیں اسے ملے گا اللہ کی بارگاہ سے نہایت دیانت داری اور خلوص کے ساتھ اپنی ضرورتیں اس کے سامنے پیش کرے بیمار ہو تم جائز علاج کرو یہ تمہارا کام ہے اب اس پر شفا دینا یہ اس کا کام ہے اور اگر نہیں دیتا تو شاید تمہارا بیمار رہنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو اس لئے کہ وہ جانتا ہے ہماری خواہشات اور ان کے نتائج ہم سے بہتر جانتا ہے یہ اسلام ہے فرمایا کہ میرا نبی علیہ السلام اے انسانوں اے نسل انسانی اے اولاد آدم میرے نبی علیہ السلام کو ان باتوں سے دکھ پہنچتا ہے جو تمہارے لئے ایذا کا سبب ہیں تمہارے لئے تکلیف کا سبب ہیں۔ ہزار آدمی بیٹھا ہے مکان میں ایک آدمی اس مکان کو آگ لگا دیتا ہے ایک چھوٹی سی ماچس کی تیلی سے ہزار آدمیوں کی زندگیاں تلخ کر دیتا ہے اگر ہم یہ اصول سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی ماچس کی ایک تیلی ہے ہر خطا ایک شعلہ ہے جو ہم انسانیت کے لئے بھڑکا رہے ہیں جو ہم عالم انسانیت کے لئے بھڑکا رہے ہیں اور پھر اسلام کا داعی عالم اسلام میں بھی خیر پیدا نہ کر سکے تو اس کی مسلمانی کا کیا ثبوت ہے۔ آپ ایک شے کو پانی کہتے ہیں اور وہ پانی آگ پر ڈالو تو آگ میں جلنے لگ جاتا ہے آپ اسے پانی مانیں گے کہ اس سے تو شعلے اور بھڑک اٹھے یہ تو کوئی پٹرول کہہ سکتے ہو تیل کہہ سکتے ہو اسے گیسولین کہہ دو اسے یہ پانی نہیں ہے یہ تو خود جلنے والی کوئی چیز ہے اس نے شعلے اور بھڑکا دیے پانی تھا تو کوئی قطرہ کسی جگہ تو ٹھنڈک پہنچاتا۔

مسلمان وہ ٹھنڈا پانی ہیں جو اس بھڑکتے ہوئے جہنم کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اعتدال بخشنے کے لئے ہیں سکون بخشنے کے لئے ہیں ایسا ماحول بنانے کے لئے ہیں کہ کافر کے لئے بھی اس میں دلچسپی اور اٹریکشن پیدا ہو جائے کہ وہاں چل کر رہنا چاہئے ان لوگوں میں شامل ہونا چاہئے ان جیسا بننا چاہئے کہ اس عالم میں یہ کس مزے سے جیتے ہیں۔ ہم سات

سات گھنٹے تقریریں کرتے ہیں پانچ پانچ گھنٹے کرتے ہیں دو دو گھنٹے کرتے ہیں ہم بڑے بڑے مضامین لکھتے ہیں شائع کرتے ہیں ریڈیو میں ٹیلی ویژن میں اخباروں پر ہر جگہ کوشش ہوتی ہے دین پھیلانے کی۔ ریڈیو ٹی۔وی اخبار تھے نہیں جلسہ کر کے صحابہ سے تقریر کرنا ثابت نہیں اگر ہے تو سفر کرتے ہوئے لشکر کو احکام دینے کے لئے یا روانہ کرتے ہوئے لشکر کو سمجھانے کے لئے یا کسی وفد کے ساتھ یا کسی آنے والے مجمع کے ساتھ ہماری طرح کی گلیوں میں جلسے نظر نہیں آتے ربع صدی میں بلکہ تیئس سالوں میں انہوں نے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسلامی ریاست بنا دی اور کروڑوں لوگوں کے دلوں کو نور اسلام سے منور کر دیا کوئی تقریر نہیں کی کوئی جلسہ نہیں کیا کوئی نعرہ نہیں لگایا کوئی زندہ باد مردہ باد کسی نے نہیں کہا تو پھر کیا کیا انہوں نے ماحول کو ویسا بناتے گئے جیسا اسلام چاہتا ہے ماحول انسانوں اور انسانوں کے کردار سے بنتا ہے ہر صحابی کو کلمہ پڑھنے کے بعد موت منظور تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی منظور نہیں تھی۔ خواہ وہ سونے کا انداز ہو یا جاگنے کا یا بیٹھنے کا اس حد تک چلے گئے تھے کہ غیر شعوری طور پر بھی اگر کوئی ایسا کلمہ کسی سے نکل گیا ایک صحابی کے بیٹے نے کہہ دیا کہ یہ کدو ابی پکاتی ہو کدو کون سی سبزی ہے تو انہوں نے تلوار کھینچ لی وصال نبوی علیہ السلام کے مدتوں بعد کی بات ہے اس بوڑھے آدمی نے تلوار کھینچ لی ابا جی میں نے کوئی گستاخی تو نہیں کی فرمایا اس سے بڑی گستاخی کیا ہو گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے اور تم کہتے ہو کدو اچھی سبزی نہیں اس نے کہا مجھے علم نہیں تھا سارے خاندان نے منتیں کر کے جان بخشی کرائی۔ اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں آئندہ تم میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتے۔ پوری زندگی کے لئے اپنے دسترخوان سے اٹھا دیا۔ اور بیٹے کسے پیارے نہیں ہوتے یہ وہ مسلمانی تھی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی اور صحابہ کرام تابعین تبع تابعین یا مشائخ عظام علمائے دین اپنے پاس آنے والوں کو سب سے پہلے اس راستے پر لاتے تھے کہ تمہاری وجہ سے جو تکلیفیں دوسروں کو ہو رہی ہیں اس تو باز آ جاؤ پھر ماحول اور معاشرے سے جو تکلیف تم پر آتی ہے اس کا مقابلہ معاشرے اور ماحول کا تمہارے ساتھ نہیں پھر اس معاشرے کا مقابلہ اس کے ساتھ ہے جس کی تم اطاعت کرتے ہو اللہ رب العلمین کے ساتھ ہے پھر معاشرے اور ماحول سے وہ نبٹ لے گا یہ وہ درس تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند صحرا نشینوں کے سینوں میں سمو دیا تھا اور پھر آپ نے دیکھا کہ معاشرہ ان پر کتنی سختی سے چڑھ دوڑا مشرکین مکہ پھر کفار عرب پھر یہود پھر اس کے بعد قیصر و کسریٰ پھر بڑی بڑی سلطنتیں لیکن معاشرہ ٹوٹا پھوٹتا گیا انہیں توڑ نہیں سکا۔

صحابہ کے پاس کون سی دولت تھی کون سا اسلحہ تھا کون سی کسی غیر ملکی حکومت کی طاقت ساتھ تھی اس لئے ایک عالم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ایک کتاب لکھی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں سے سیرت کی جتنی کتابیں گزری ہیں الحمد اللہ اللہ نے پڑھنے کی توفیق دی ہے ان سب میں سے زیادہ حقائق چھان پھٹک کر یکجا کرنے کی سعادت اس بندے کو حاصل ہوئی ہے سب جو میری نظروں سے گزری ہیں ان میں صحیح ترین تعریف اس کتاب میں مجھے ملی ہے۔ اس نے چھوٹ چھوٹے واقعات کو جمع کر دیا ہے چھوٹے چھوٹے واقعات کو۔ آپ دیکھئے تاریخ کے اعتبار سے دیکھئے کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے جو لوگ مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے کیا انہیں یہ دعوت دی گئی کہ متحد ہو جاؤ ہم ان کفار کے گھر جلا دیں گے ان کو لوٹ لیں گے ان کے سر اڑا دیں گے۔ یا یہ دعوت دی گئی کہ تمہاری وجہ سے جو شر معاشرے میں پیدا ہو رہا ہے اس سے باز آ جاؤ عقیدے سے بھی اور عمل سے بھی عقیدہ بھی وہ اپناؤ جو سراسر سلامتی کا سبب ہے۔ اور عمل بھی وہ اپناؤ جو سلامتی کا سبب ہے اور ان کا سلامتی کی طرف جانا بھی کافر معاشرے کے لئے چیلنج بن گیا تھا۔ کافر

معاشرہ ان پر ٹوٹ پڑا اور اتنی سختی سے انہیں پریشرائز کیا کہ انہیں پس جانا چاہئے تھا یا پھر پریشرائز کرنے والوں کو ٹوٹنا چاہئے تھا۔ وہ نہ پسے اور پریشرائیز کرنے والی طاقتیں ٹوٹتی چلی گئیں۔ یہی روش علمائے حق کی رہی ہے بلکہ آپ اگر اہل اللہ کی سوانح پڑھیں تو کسی نے بیماری کی شکایت کی کسی نے اپنے مقروض ہونے کی شکایت کی کسی نے کسی اور دکھ کی شکایت کی تو جو علاج انہوں نے بتایا وہ توبہ تھی علاج ایک ہی رہا سب امراض کا

حتی کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ایک رباعی میں فرماتے ہیں ان کے استاد تھے حضرت وکیع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جن سے انہوں نے بہت عرصہ علم حاصل کیا فرماتے ہیں **شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی** میں نے حضرت وکیع رحمتہ اللہ علیہ سے اپنے حافظے کی شکایت کی کہ مجھے سبق یاد نہیں رہتا۔

واوصانی الیٰ ترکِ المعاصی انہوں نے بادام کھانے کا حکم نہیں دیا انہوں نے فرمایا تم کوئی چھوٹی موٹی خطائیں کرتے ہو ان سے توبہ کر لو۔ شکایت یہ تھی کہ حضور میں جو مطالعہ کرتا ہوں۔ وہ جو تفسیر پڑھتا ہوں وہ احادیث پڑھتا ہون جو فقہ پڑھتا ہون وہ اسباق مجھے یاد نہیں رہتے۔

شکوت الی وکیع سوء حفظی میں نے اپنے حافظے کی خرابی کی شکایت کی اپنے استاد حضرت وکیع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔

واوصانی الی ترک المعاصی تو انہوں نے مجھے کہا خلوص سے توبہ کرو اللہ کی عبادت پورے خشوع و خضوع سے کرو اللہ کا ذکر بڑی محنت سے کرو وہ مجھے حیران دیکھ کر کہ میں نے سوء حافظہ کی شکایت کی ہے یہ تاکید توبہ کی خلوص کی اور اس کے ذکر کے خلوص کی کر رہے ہیں تو فرمانے لگے۔

لاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ یہ بھلائی کا شعور اللہ کی ذات کی معرفت اللہ کی صفات کی معرفت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اللہ کی کتاب یہ سارا اللہ کا نور ہے۔

لاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ علم جو ہے یہ اللہ کا نور اور اس کی تجلیات کا امین ہے **ونور اللّٰہِ لا یُؤتٰی لعاصی** گناہ خطائیں اور اللہ کا نور ایک دل میں جمع نہیں ہوتے ایک جگہ کیسے جمع کر سکو گے۔ بھلائیوں کو بھی اور ظلمتوں کو بھی نور کو بھی اور تاریکیوں کو بھی نیکی اور برائی کو بھی۔ لہٰذا ایک کو چھوڑنا پڑے گا اور چھوڑنے کے لئے برائی ہی موزوں ہے خطا ہی موزوں ہے برائی ہی بہتر ہے۔ آج ہم جس جگہ بیٹھے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ہم بڑی تحقیق و جستجو کے بعد پورے عالم اسلام میں شاید ہمیں کوئی ایسا بندہ مل جائے جس کے پاس ہم غرض لے کے جائیں تو وہ ہمیں کہے گا کہ گناہ چھوڑ دو کوئی ہے آپ کے علم میں یہ تسبیح پڑھو یہ کام ہو جائے گا وہ تسبیح پڑھو یہ کام ہو جائے گا۔

وہ پڑھو بچہ ملازم ہو جائے گا۔ یار یہ عبادت ہے یا یہ سوداگری کاروبار بن گیا ہے اور اگر بچہ بیمار نہ ہو اگر پیسوں کی ضرورت نہ ہو اگر اور کوئی پرابلم نہ ہو تو پھر عبادت کی ضرورت تو ختم ہو گئی۔ پھر جو مذہب ہمارے پاس ہے اس میں اور ہندو کے پاس جو مذہب ہے اس میں اور آج کے عیسائی کے پاس مسخ شدہ عیسائیت جو ہے یا بدھ ازم کے پاس جو ہے اس میں اور ہم میں فرق کیا ہے یہی کہ انہوں نے دیوی دیوتاؤں کے نام مختلف رکھے ہوئے ہیں اور ہم نے مختلف رکھے ہوئے ہیں وہ جو امید پتھروں سے رکھتے ہیں ہم نے وہ امید اللہ کے بندوں کے نام کے ساتھ چسپاں کر دی اسے ہم نے کہا یہ اسلام ہے۔ ایک بات تو بتائیے بڑی سوچ کر کسی برائی پر کون سا ولی اللہ ہے جو خوش ہو کر کسی کو سینے سے لگا لے گا۔ کون سا راستہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جانے کا کہ ہم عقائد میں بھی پاکیزگی نہ لائیں اور کردار میں بھی پاکیزگی نہ لائیں یہ کون سا راستہ ہے جو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لے جائے گا

میرے بھائی اسلام صرف وہ ہے جو آقائے نامدار صلی

اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اور آج کا ہمارا عالم آج کا ہمارا پیر کاش اپنے پاس آنے والے کو مصیبتوں سے بچنے کی ضمانت دینا چھوڑ دے اور یہ کام شروع کر دے کہ اس مرید کے سبب جو مصیبت انسانیت پر آ رہی ہے اسے روک دے کہ تم تو دوسروں کی تباہی کا سبب نہ بنو۔ تمہارے ذریعے سے جو معاشرہ بگڑ رہا ہے جو آنے والی نسلیں بگڑ رہی ہیں جو تمہارے ساتھ کاروباری لوگوں کے حقوق تباہ ہو رہے ہیں جہاں تم ملازمت کرتے ہو جہاں سے تم تنخواہ لیتے ہو وہاں اگر دیانت داری سے کام نہیں کرتے تو وہاں جو نقصان پیدا ہو رہا ہے جہاں تمہیں فیصلہ کرنا ہوتا ہے وہاں تم کسی کی طرف جھک جاتے ہو حق بیان نہیں کرتے تو اس سے جو مصیبت کھڑی ہوتی ہے تمہارے وجود سے معاشرے میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کو تو روک دیا جائے اور اور ایک ایک وجود کی کوتاہیوں رکیں تو پھر معاشرہ نوراً" علیٰ" نور پیدا ہو گا پھر وہ معاشرہ پیدا ہو گا جسے امریکی امداد کی طرف نہ دیکھنا پڑے کیونکہ اس کی امداد کرنے کے لئے اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے پھر اسے بل کلنٹن کی ضرورت نہیں رہتی پھر اسے یورپ سے کچھ منگوانے کی ضرورت نہیں رہتی پھر اسے کسی فوجی طاقت مانگنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے کہ اللہ سب سے بڑی طاقت ہے اور اللہ ساری ضرورتیں پوری کر سکتا ہے لیکن تب جب ہم اس کے ضابطوں اس کے بنائے ہوئے قانون اور اس کی مخلوق کو ایذا دینے سے رک جائیں۔ اور یہی منصب جلیلہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی خدمت میں جو پہنچا وہ زمانے کے لئے نزول رحمت کا سبب بن گیا وہی لوگ اسی زمانے اسی عہد کے لئے مصیبت کا سبب تھے وہی لوگ قتل و غارت گری کا باعث تھے وہی لوگ جوئے کھیلنے کا سبب تھے وہی ڈاکے اور قتل کا سبب تھے وہی شراب نوشی کا سبب ہوتے تھے وہی لوگ بتوں کے پجاری اور بتوں کے بننے اور ان کی آبادی کا سبب تھے لیکن ان میں کیا تبدیلی آئی یہ کہ وہ نزولِ تجلیات ذات باری کا سبب بن گئے جن ذروں پر انہوں نے پاؤں رکھے کیسے عجیب لوگ تھے کہ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے اور زمین کا نقشہ سامنے رکھئے جہاں جہاں دین کو صحابہ نے پہنچایا ان کے قدم جس مٹی کو نصیب ہوئے نقش ہوئے جس خاک پر وہاں سے آج تک اسلام کو مٹایا نہیں جا سکا۔ ان ذروں میں ان فضاؤں میں رچ بس گئی ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** جو صحابہ کے بعد علاقے ریاست اسلامی میں شامل ہوئے ان سے مسلمان چلے بھی گئے اسلام بھی مٹ گیا آج [illegible] یا آتے جاتے رہے۔ جو علاقے صحابہ کی ریاست میں شامل تھے آج مسلمانوں نے انہیں تقسیم کر کے ساٹھ کے قریب حکومتیں بنا رکھی ہیں اس لئے کہ وہاں سے اسلام اور مسلمانوں کا اقتدار مٹایا نہیں جا سکا کتنی عجیب بات ہے۔ کیا کیا بن گئے تھے وہ لوگ کیوں کیسے بن گئے یہ تھیں برکات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ نے یہ معجزہ پڑھا کہ جلتے ہوئے درخت ابراھیم علیہ السلام کے گرنے کی وجہ سے آگ میں داخل ہونے کی وجہ سے سرسبز ہو گئے پھل اور پھول آ گئے ان پر اور جلتی ہوئی آگ کا ایک گلستان کھڑا ہو گیا وہ تو لکڑیاں تھیں جل رہی تھیں اللہ نے انہیں سرسبز کر دیا خشک لکڑیاں تھیں جل رہی تھیں آگ خشک ہو گئی لکڑیاں رب نے سبز کر دیں بنے تو درخت ہی۔ یہاں دیکھو جہان محمد رسول اللہ نے قدم رنجہ فرمائے تو درزخ بداماں انسان اللہ کی رحمتوں کو بانٹنے والے بن گئے پورا ماحول اور معاشرے کے لئے تبدیلی کا سبب بن گئے۔ دنیا سے کفر کو مٹانے اور معرفت الہی کے عام کرنے کا سبب بن گئے بلکہ کیا پر تو تھا انکے سینوں میں صحابہ کرام کی سیرت پڑھ کر دیکھئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمارے سامنے کھانا رکھا جاتا تو اس کھانے سے بھی اللہ کی تسبیحات شروع ہو جاتی تھیں ہم کھا رہے ہوتے اور اس کھانے سے اللہ کا ذکر سن رہے ہوتے تھے یہ وہی زمین ہے وہی جنسیں ہیں وہی غلہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

تشریف لانے سے پہلے وہاں پیدا ہوتا تھا یہ وہی غلہ ہے جس سے شراب کشید کی جاتی تھی۔ یہی وہ غلہ ہے جو کھا کر لوگ ڈاکو بنتے تھے یہی وہ اناج ہے جو کھانے والے مشرک اور بت پرست بنتے تھے کس نے بدل دیا ساری فضا کو کہ زمین کے ذرات سے لے کر پانی کے چشموں تک دریاؤں اور سمندروں سے لے کر بارشوں اور بادلوں تک ہر چیز پہ اللہ کا نام نامی نقش ہو گیا ہر طرف اللہ کے نام کے ذکر کی صدائیں گونج اٹھیں انسانیت بدل گئی انسانی ماحول بدل گیا انسانی مزاج بدل گئے اور جہاں دوزخ دہکا کرتے تھے وہاں جنتیں لٹائی جانے لگیں۔ آج اگر پیر ہے اگر کوئی شیخ ہے اگر کوئی مرشد ہے اگر کوئی عالم ہے تو اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اگر نصیب ہے تو اس جلتے ہوئے ماحول کو جنت نظیر بنائے۔ ------

بے گناہ اور معصوم لوگ قتل نہ ہوں یہاں ڈاکے نہ پڑیں یہاں بسیں نہ جلائی جائیں یہاں گھر نہ لوٹے جائیں اور شہروں میں مفلس اور بے بس اور بے کس سر بازار قتل نہ ہوں۔ یہ مسلمانی ہے یہ اسلام ہے یہ اسلامی ریاست ہے یہ اسلامی حکومت ہے اور یہ مسلمانوں کا ملک ہے جس اخبار کو دیکھو سوائے ظلم کے قتل کے جور کے بربریت زنا فسق اور فجور کے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ کہ جو اللہ کی کبریائی کے نقیب تھے اور جنہوں نے پتھروں اور درختوں کو اللہ اکبر سکھا دیا ہے۔ جن کے خلوص کا یہ عالم تھا صحابہ بہت بلند تھے۔ حضرت ابن حارث ابن مثنی تابعی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کر سکے عہد صدیقی میں مدینہ منورہ پہنچے اور تابعی تھے یزدگرد کو جب شکست ہوئی تو اس لشکر کی قیادت فرما رہے تھے۔ شہر پر قبضہ ہو گیا لیکن امیروں کا محلہ اور شاہی محل دریا کے دوسری طرف تھے قصر ابیض مدائن کا بہت معروف محل تھا اور مدت سے کسریٰ کے جانشینوں کی آماجگاہ چلا آ رہا تھا اور بہت بڑا محل تھا اور بہت مشہور تھا اور بین الاقوامی شہرت کا حامل تھا۔ وہاں سے جب یزدگرد بھاگا تھا تو محل کے خادم جو تھے فراش اور باورچی اندر کام کرنے والے لوگ ان کی تعداد اس کے ساتھ بیس ہزار تھی لشکر کے علاوہ جو محل کے اندر تھے۔ کام کرنے والے فراش خاکروب وغیرہ تھے اور بتیاں جلانے والے بستر بچھانے والے اس طرح کے جو نوکر تھے انکی تعداد بیس ہزار تھی اتنا بڑا محل تھا یہ وہ دن ہیں جب حکومت زوال پذیر تھی بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا یزدگرد کی آدھی رات کو مسلمانوں کا قبضہ شہر پر مکمل ہو گیا فجر پڑھ کر امیر لشکر نے قصر ابیض کو دیکھا اور دعا کی اس نے کہا دیکھو لوگو! آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور جمعہ کی اذان میں چاہتا ہوں قصر ابیض کے سب سے بلند اور اونچے گنبد پر کھڑے ہو کر دی جائے جہاں صدیوں سے آگ کی پوجا کی گئی ہے اس کے سر پر کھڑے ہو کر اللہ کی کبریائی کا اعلان کیا جائے کہا کیسے ممکن ہے لڑنا تو ہمارا کام ہے لیکن درمیان میں دریا ہے اور ایرانیوں نے راتوں رات سارے پل توڑ دیئے ہیں ساری کشتیاں بہا دی ہیں۔ پل جلا دیئے گئے ہیں اور ساری کشتیاں دریا میں بہا دی ہیں اور دریا کناروں سے باہر نکل کر بہہ رہا ہے طغیانی پر ہے۔ آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ کوئی سپاہی پیچھے نہ رہے سوائے ان کے جن کے ذمے شہر کا اہتمام ہے باقی سارے لوگ کنارے دریا جمع ہو جائیں اونٹ سواری کے اونٹ بار برداری کے اونٹ گھوڑے سوار لشکر اور پیادے سارے اپنے اسلحے اپنے ساز و سامان اپنا راشن اپنے تمام اسلحہ سمیت کنارے دریا پوری اسلامی فوج پورا لشکر صف آراء ہو گیا تو ایک بندے نے دعا کی تاریخ میں موجود ہے۔

کہ بار الٰہا اگر ہم لوگوں پر اپنی برتری جتانے کے لئے لوگوں سے حکومت چھیننے کے لئے لوگوں سے دولت چھیننے کے لئے ہم لڑائی پر نکلے ہیں تو ہمیں اس دریا میں غرق کر دے تاکہ لوگوں کو ہماری ایذا سے نجات ہو جائے اور ہم اگر محض لوگوں ہی کی بہتری کے لئے تیری کبریائی کو لانے کے لئے لوگوں کی گردنیں بتوں کی غلامی سے چھڑانے کے لئے لوگوں کو امن و سکون سے آشنا کرنے اور دو عالم کی بھلائی کے لئے تیری راہ میں نکلے ہیں تو دریا بھی تو تیری مخلوق ہے

اسے کہہ دے ہمارا راستہ نہ روکے۔ میرا اور تیرا حساب حشر کے روز پتہ چلے گا۔ کہ ہم کہتے ہیں اور کرتے تھے وہ لوگ حشر بداماں تھے ان کا حشر تو سامنے آ گیا۔ اس کی قیامت تو قائم ہو گئی مخلوق کے سامنے کہ خدایا اگر میں مخلص نہیں ہوں تو مجھے میرے لشکر سمیت غرق دریا کر دے اور اگر میں صرف تیرے لئے لڑ رہا ہوں تو دریا تو تیری مخلوق ہے میرا راستہ کیوں روکے اور پورے لشکر کو حکم دیا کہ سارا لشکر دریا میں اتار دو اتنی بڑی فوج دریا میں ایک اور بند بن گیا پہلے طغیانی پر تھا دریا کا پانی باہر نکل گیا اچھل کر کناروں سے لیکن کسی پیادے کسی سوار کسی سواری کو اس نے روکا نہیں دوسرے کنارے پر یزدگرد نے فوج لگا رکھی تھی تیرا اندازوں کی کہ کوئی مسلمان تیر کر دریا پار نہ کرے وہ تیر اندازہ بھاگتے تھے اور مورخ آج بھی لکھتا ہے وہ چلاتے تھے دیوا آودند۔ دیوا آودند۔ کہ یہ کوئی دیو اور جنات آ گئے ہیں انسان نہیں اس طرح آ سکتے۔ تیر انداز اپنے تیر کمان اٹھا کر بھاگ گئے اور بغیر لڑے قصر مدائن خالی کر دیا گیا اور دوسرے کنارے پہنچ کر امیر لشکر نے حکم دیا کہ شمار کیا جائے لشکر سے کوئی چیز رہ تو نہیں گئی ایک شتربان نے شکایت کی کہ میرے اس پالان کے ساتھ پانی کا ایک لکڑی کا ایک پیالہ شتربانوں کے پاس ہوتا تھا جو پالان کے ساتھ باندھ کر رکھا ہوتا تھا میرا وہ پیالہ جو ہے وہ دریا میں گر گیا اور دریا کی لہر آئی پیالہ باہر پھینک دیا خود پھینک کر جا رہے ہو میں نے نہیں لیا۔

آج اللہ اکبر مٹ گیا آج مسلمان حکمران پاکستان بننے کی خوشی منا رہے ہیں اللہ اکبر کی جگہ لکھ دیا ہے عوام عظیم ہیں اور شکرانے کے طور پر ملک کے سارے کنجر جمع کر کے سارا دن شور غپاڑہ کیا ہے۔ مسلمان ہیں ہم یہ اسلام ہے یہ پاکستانی ریاست ہے اور اگر یہ اسلام ہے تو کس جانور کا نام ہے۔ اگر یہ اسلام ہے تو پھر اس کے نتیجے میں قتل نہیں ہوں گے خرابی نہیں ہو گی۔ تباہی نہیں ہو گی۔ عزتیں نہیں لٹیں گی مال نہیں لٹیں گے۔ اور اگر اسلام کو اس حد تک رسوا کر دیا گیا ہے تو جب بندے کی آج بھی خواہش یہی ہے کہ مجھے وظیفہ بتاؤ میری ٹانگ کا درد ٹھیک ہو جائے تف ہے اس پر اور اس کی سوچ پر۔ ایک عالم جل رہا ہے اور ایک بندے کو یہ شکایت ہے کہ میرے پاؤں پر چھالا ہو گیا ہے اس کا کوئی علاج کرو یہ جو جل رہا ہے خیر ہے ان کی عادت ہے جلنا اور پیروں سے بھی ملک بھرا ہوا ہے علماء سے بھی ملک بھرا ہوا ہے مجاہدین بھی گھر گھر پیدا ہوتے ہیں حاجی جہازوں میں سیٹ نہیں ملتی اتنے حاجی ہیں اس ملک کے جانے والے سارا سال اتنے لوگ عمرے پر تیار ہیں کہ امبیسی والے تنگ آ گئے ہیں کہ کتنے آدمیوں کو ویزہ دیں کیا کرتے ہو اس حج کو اس عمرے کو کیا کرتے ہو کیا بیت اللہ میں اپنی شکل دکھانے جاتے ہیں کہ ہم ہی وہ ہیں خدایا جس کے سبب تیری مخلوق پہ تباہی نازل ہو رہی ہے۔ کوئی حج کوئی عمرہ اس وجود کے ساتھ بھی کرو کم از کم اتنا کر لو کہ میرے وجود کے سبب اس معاشرے میں جو برائی پھیل رہی ہے میں اسے تو روکوں میری ذات کے سبب سے جو ساری عمر اس میں رہے یار میرا کچھ ہو جائے میرا کچھ ہو جائے تیرا کتنا کچھ ہے اور تیرا کوئی کیا کر لے گا۔ جس بندے سے تو مانگنے جاتا ہے وہ خود بندہ ہے وہ خود محتاج ہے وہ خود فقیر ہے وہ تجھے کیا دے گا۔ اس کے ساتھ معاملہ کر جو سب دینے والا ہے اور اس کے ساتھ معاملہ اس بندے کا صحیح ہو گا جس کی ایذا سے اس کی مخلوق محفوظ ہو جائے گی خواہ اس کی مخلوق کافر ہو وہ دوسرے کو ایذا دینا گوارا نہیں کرتا۔ اس نے کسی مسلمان کو اجازت نہیں دی کہ کافر کا مال لوٹ لے یا کافر کی آبرو لوٹ لے یا کافر کی جان ناجائز لے لے وہ بتاتا ہے میرے بندے ہیں میرے حکم پر سب کو قتل کر دے لیکن تو اپنی پسند سے کسی کا بال نہیں توڑ سکتا۔ تو کون ہوتا ہے جہاں میرا حکم ہو وہاں ان کے پرخچے اڑا دے وہاں لڑ جہاں میں روک دوں تو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ہے لڑتے ہوئے ایک یہودی کو گرا دیا اس سے کچھ نہ بن پڑا جب انہوں نے خنجر کھینچا مارنے کے لئے تو اس نے ان کے منہ

پر تھوک دیا اس نے کہا مار تو رہا ہی ہے وہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے ساتھی نے کہا آپؒ نے حضرت اسے چھوڑ دیا کہنے لگے اس نے مجھ پر تھوک دیا اور مجھے اپنا غصہ آ رہا ہے کہ اس نے مجھ پر کیوں تھوکا ہے میں اپنے لئے اسے قتل نہیں کر سکتا اس نے میرے چہرے پر تھوک دیا ہے اور اس کے تھوکنے سے مجھے غصہ آیا کہ میں اسے اللہ کے لئے اللہ کی راہ میں مار رہا تھا اب مجھے غصہ آیا تو اللہ نے مجھے حق نہیں دیا کہ میں جس پر خفا ہو جاؤں میں اسے قتل کر دوں یہ میرا حق نہیں ہے اس کی اجازت نہیں دیتا اسلام۔ اور وہ بندہ جو بحالت کفر قتل ہو رہا تھا اسے ایمان نصیب ہو گیا یہ کردار بنایا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ دوسروں کے لئے باعث رحمت بن گئے جنت میں جانے کا سبب بن گئے اللہ تک پہنچنے کا زینہ بن گئے۔

آج بھی جسے فنا فی الرسول کا شوق ہے وہ اپنی اصلاح کرے۔ وہ اپنا محاسبہ کرے اپنی خواہشات کو رہنے دو وہ جانتا ہے تمہاری خواہشات کو ان چیزوں کا کھوج لگاؤ جو تکلیفیں میری اور آپ کی وجہ سے دوسروں کو ہو رہی ہیں جہاں اس کی مخلوق کی ایذا کا سبب ہم بنیں گے وہ ہم پر انعام نہیں کرے گا اسے اپنی مخلوق بڑی عزیز ہے۔ وہ خود جہنم میں جھونک دے اس کی اپنی مخلوق ہے لیکن تجھے اور مجھے اس نے کسی کافر کا گھر جلانے کی اجازت نہیں دی۔ یاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانے والی فوج کو کیا فرماتے تھے کہ کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے کسی ایسے بندے سے تعرض نہ کیا جائے جو لڑائی میں حصہ نہ لے رہا ہو کسی عبادت خانے کو خراب نہ کیا جائے عبادت خانے تھے کافروں کے بتوں کی جہاں پوجا ہوتی تھی اللہ نے روک دیا میں جانوں اور میرے بندے جانیں وہ بت پوج رہے ہیں وہ پوجتے رہیں تم کون ہوتے ہو روکنے والے تمہارے ذمے میرا پیغام پہنچا دینا ہے پھر انہیں زندہ رکھوں یا ماروں قتل کرنے کا حکم دوں تو میں دوں میں نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو میدان میں تمہارے سامنے تلوار لے کر آتا ہے۔ بات ختم ہو گئی فصلیں نہ جلائی جائیں شہروں کو نہ اجاڑا جائے تو یہ ٹر[...] فصلیں یہ معبد یہ سب کافروں کے نہیں تھے تو اگر کافر[...] ایذا بھی اسے قبول نہیں ہے تو میرے اور تیرے سبب [...] سارے عالم اسلام کو آگ لگی ہوئی ہے ساری آبادیاں آتش بداماں ہیں ہر بندے کی آبرو لٹ رہی ہے۔ ہر مسافر لوٹا جا رہا ہے آخر کیوں؟

آیئے ہم اتنا تو کریں اور میں یہ۔ آپ کو بتا دوں کہ مجھ میں کوئی پیری بزرگی کرامت نہیں ہے کہ میرے سبب آپ کو دولت مل جائے گی میں خود مقروض رہتا ہوں اور میں اب بھی مقروض ہوں ساری اپنی تجارت سارا اپنا کاروبار کرنے کے باوجود میں اب بھی مقروض ہوں مجھے لوگوں کے پیسے دینا ہے میں آپ کو کہاں سے دلا دوں۔ میں خود مریض ہوں آپ کی بیماریوں کی مداوا کیا کروں میں تو پیٹ بھر کے دو وقت روٹی نہیں کھا سکتا آپ کے کس کام آؤں گا ہاں میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات دے سکتا ہوں جو کیفیات دے سکتا ہوں وہ انوارات دے سکتا ہوں جو شاید بہت کم نصیب ہوں گے دنیا میں۔ لیکن یہ انہی کو نصیب ہوں گے جنکی ایذا سے اللہ کے بندے محفوظ ہو جائیں گے۔ ایک طرف کوئی اللہ کی مخلوق کے لئے باعث ایذا بن رہا ہو اور دوسری طرف وہ سمجھے کہ مجھے ادھر سے ولایت مل جائے گی تو یہ بے وقوفی ہے جہالت ہے نادانی ہے۔

حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جن برتنوں میں پیشاب کیا جائے کسی دودھ والے سے دودھ لینے جاؤ اور وہ برتن لے جاؤ پیشاب والے برتن میں دودھ نہیں دے گا ایسا بے وقوف آپ کو کوئی نہیں ملے گا یہ برتن ہے ہمارا وجود ہمارا شعور ہمارا دل اگر اس سے بدبو اٹھ رہی ہے ایذا کی برائی کی تباہی کی کیوں اللہ اکبر "عوام عظیم ہیں" میں بدل دیا گیا۔ کیا میں اور تم مر گئے۔ اور یہ اذان کہنے کا کیا فائدہ کروڑوں مساجد سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز اور جب ملکی سطح پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ اکبر مٹ جاتا ہے پھر اس کا کیا فائدہ کون سا آپ کا دفتر ہے جہاں بت نہیں لگا ہوا کون

سی آپ کی کرنسی ہے جس پر بت نہیں بنا ہوا کون سی کبریائی آپ نے اللہ کو دے دی ہے اور کہاں اللہ کے نام کا سکہ کس ملک میں چلتا ہے اور آپ اور ہم تو اس قابل بھی نہ رہے کہ ہم بندے کا بت خانے کی بجائے کرنسی نوٹ پر اللہ اکبر لکھ دیتے ہیں ہم دفتر میں بندے کا بت لٹکانے کی بجائے وہاں اللہ اکبر کا لگا دیتے ہیں اور اگر یہ عالم ہے کردار کا یہ عالم ہے امیدوں کا یہ عالم ہے اسلام کا ہم نے یہ سمجھا کہ حضرت صاحب کے پاس جائیں گے تعویز لیں گے اولاد ہو جائے گی درد ٹھیک ہو گا۔ بیماری چلی جائے گی تو گستاخی معاف ہم نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام یہ ہے کہ جو بیماری ہم پھیلا رہے ہیں تو وہ ختم ہو جائے یہ اسلام ہے۔ جو درد میرے اور آپ کے سبب پھیل رہا ہے وہ رک جائے تو یہ اسلام ہے جو بے راہ روی میں اور آپ پیدا کر رہے ہیں معاشرے میں یہ رک جائے یہ اسلام ہے اگر آپ کو یہ توفیق نصیب ہو جائے تو پھر سمجھ لو کہ ذکر کی برکات بھی ہیں تو پھر ہندو اپنے بت کے پاس جا کر اپنی بیماری اس کے ذریعے شفا حاصل کر لیتا ہے اور عیسائی کبھی ہمارے پاس نہیں آیا اپنے پادری کے پاس جاتا ہے سارا نظام قدرت ہے دیتا سب کو وہی ہے وہ خود دیتا ہے بیمار کسی کو شفا کیا دے گا مقروض کسی کو دولت کیا دے گا۔ محتاج کسی کو عطا کیا کرے گا۔

میاں ایک بات ہے وہی بارگاہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کا نقشہ یہ ہے کہ وہ رحمتوں کے بٹنے کا سبب بنتے ہیں ان کی وجہ سے کسی کو ایذا نہیں ہوتی بلکہ جہاں کی دوا ہوتی ہے اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور بندوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے لہٰذا میرے بھائی اپنا محاسبہ کیا کیجئے کہ میرے آپ کے سبب کسی غریب کا گھر تو نہیں اجڑ رہا ہمارے کسی کردار کے سبب تو تباہی نہیں آ رہی اگر ہم یہ سوچنا شروع کر دیں تو ہمیں اللہ توفیق بھی دے گا پھر جن کے سبب سے آ رہی ہے ہم ان کو بھی روک سکیں گے اور کہہ سکیں گے کہ یہاں ایسا نہیں ہو گا۔ اور یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ وہ کسی کو وہ توفیق دے دے کہ وہ ان کا مجاہدین کا جانشین بن جائے تو اب آپ جو کھڑے ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ بار الہا اگر اپنی غرض کے لئے نکلا ہوں تو غرق کر دے تیرے نام پہ نکلا ہوں تو ان ندی نالوں سے کہہ دے میرا راستہ نہ روکیں۔ اگر کوئی بھی شخص اپنے وجود سے وہ ایذائیں رفع کر دے تو یہ پھر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور وہ لوگ دوسروں کی نجات کا سبب بن سکیں گے جن کے سبب بن سکیں گے جن کے اپنے وجود رحمت باری کے بٹنے کا سبب بن جائیں اور اس معاملے میں اللہ کریم فرماتا ہے کہ ان بندوں پر تخلوق پر **حریص علیکم** میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کی حد تک جاتا ہے کہ یار اللہ کے بندے اس طرف آ جائیں اور اس کے لئے انسانوں کی بات ہے جب بات مسلمان کی آتی ہے تو اللہ فرماتا ہے **وبالمؤمنین رؤوف رحیم** مومن کتنا بھی گنہگار ہو واپس آئے تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اسے ڈھانپ لے گی۔ لیکن کوئی آئے بھی سہی نا۔ ہم اسلام میں ایک انگلی دروازے سے اندر کرتے ہیں باقی سارا وجود ہم کہتے ہیں باہر کفر میں بدمعاشی میں بڑا مزہ ہے۔ یہ آنا نہیں ہوتا فرمایا

سارے کے سارے اسلام کے اندر داخل ہو جاؤ اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا معاملات سوچ تک سوچوں پر پہرے بٹھا دو کہ وہ اللہ کی عظمت ہی کو سوچا کریں اس کے خلاف نہ جائیں۔ انشاء اللہ وقت آ گیا ہے اور یہ اوقات تاریخ میں کبھی کبھی آتے ہیں۔ بڑے بڑے لوگ تمنا اور آرزو کرتے گزر جاتے ہیں صدیوں بعد ایسے مواقع آتے ہیں اب ایک وقت آ گیا ہے آپ لوگ خوش نصیب ہیں کہ کفر پھیلتے پھیلتے اور اسلام کو دباتے دباتے اب اس سطح پر آ گئے ہیں کہ جہاں جو آخری سطح ہے اور جہاں سے بلاسٹ ہونا ہے۔ اور یہ بلاسٹ کفر کے پرخچے اڑا دے گا اور انشاء اللہ العزیز اسلام سربلند ہو گا۔ یہاں اسلامی حکومت قائم ہو گی اور نہ صرف یہاں یہ برصغیر پورے کا پورا اسلام کی قلمرو میں ہو گا لیکن یہ ان سعادت مندوں کو نصیب ہو گا جنکے وجود رحمت باری بانٹنے کا

سبب بن جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو ابھی تک دوسروں کے لئے باعث ایذا ہیں باعث فسق و فجور ہیں باعث ظلم وجور ہیں وہ محروم رہ جائیں گے۔ اللہ کے کام لوگوں کے محتاج نہیں ہوتے لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں کہ کس سے کیا خدمت لیتا ہے۔

منت من کہ خدمت سلطان می کنی
منت او بداں کہ بخدمت گذاشتن

احسان نہیں کیا جاتا کہ میں نے بادشاہ کا کام کر دیا احسان بادشاہ کا ہوتا کہ اس نے کسی کو اپنا خادم مقرر کر لیا۔ لوگو! بھرتی ہو رہی ہے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اللہ کریم قبول فرما لے اور اسلام کی نشاط ثانیہ کے داعی بن جائیں کسی کو شہادت نصیب ہو کسی کا سینہ چاک ہو کسی کا لباس خون آلود ہو اور میدان حشر میں اکابرین کے قدموں میں جگہ پا سکیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں جانیں دیں۔ موقعہ ہے وقت ہے اپنے آپ کو اس کے قابل ثابت کرو اللہ سے دعا کرو وہ ہمیں موقع دے اور اس طرف بڑھو یہ مواقع صدیوں بعد آتے ہیں میں اور آپ میدان چھوڑ جائیں تو بھی انقلاب بپا ہو گا اور اللہ کے بندوں کو یہ سعادت نصیب ہو گی۔ پھر بہتر ہے ہم بھی اپنے لئے کچھ حصہ لے سکیں ہم بھی اپنی جگہ یہاں تلاش کریں ہماری قبر بھی کسی روشنی کی امین بن جائے ہمارا خون بھی کفر کی سیاہی دھونے کے کام آئے ہمارے دل کا درد بھی کسی درد مند کی دوا بن جائے

اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے صحیح سمجھ عطا فرمائے اور توفیق عمل عطا فرمائے۔

دعائے مغفرت

ماسٹر محمد نواز بکھر بار کے والد ۱۰ ر جون ۱۹۹۴ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

عالمی سیرت کانفرنس کے لئے

(جو ۲۰ ر اگست ۹۴ء منیلا میں منعقد ہو رہی ہے)

ظہور اسلام اور طلوع آفتاب نبوت علی صاحب الصلوۃ والسلام نے جہاں بنی آدم کو اللہ سے روبرو کر دیا اور افکار کے پردوں سے ہر طرح کے کفر و شرک کی ظلمت دور کر کے نور توحید سے منور کر دیا وہاں معمورۂ عالم میں زندگی گزارنے کا ایک ایسا انداز بخشا جس کی ہر ادا میں عظمت باری اور صداقت پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار ہوتا ہے اور یہ ہے اسلامی تہذیب' اسلامی ثقافت' اسلامی تعلیم اور اسلامی سیاست و عدل۔)

تمام جدید علوم کے ساتھ اگر نور اسلام شامل نہ ہو تو محض تباہی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ آج تک کی تاریخ انسانی اس کی گواہ ہے۔ لہذا مسلمانان عالم کو چاہئے کہ تہذیب مغرب کی پیروی چھوڑ کر عملی زندگی میں وہ تہذیب اختیار کریں جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائی۔ یہ اظہار تشکر کا بہترین طریقہ ہے۔

فقیر محمد اکرم اعوان

لنگر مخدوم کے پروگرام میں تبدیلی

۶ ر اکتوبر کی بجائے یہ پروگرام ۲۹ ر ستمبر ۱۹۹۴ء بروز جمعرات شروع ہو گا اور ۳۰ ر ستمبر جمعہ کے دن تک جاری رہے گا۔ تمام احباب تبدیلی نوٹ کر لیں۔

ناظم اعلیٰ

اجتماع

لنگر مخدوم

۲۹ ستمبر بروز جمعرات شروع ہوگا
اور جمعہ کے روز جاری رہے گا

کرنل مطلوب حسین ناظم اعلیٰ

ٹرانسپورٹ کے لیے
سرگودھا اڈہ پر
سرگودھا جماعت کی طرف سے
انتظام ہوگا۔ جس کی
آخری بس 5 بجے
شام روانہ ہوگی۔
آخری بس کیلئے
انتظار نہ کیجئے،
ایسا نہ ہو آپ کو اس
بس میں جگہ نہ مل سکے۔

آزادی کس سے اور غلامی کس سے

سورۃ القصص کے بیسویں پارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ فرعونیوں نے جب آپ علیہ السلام کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور الزام یہ دیا کہ آپؑ جو کچھ کرتے ہیں یہ جادو ہے اور آپ علیہ السلام کا مقصد اقتدار ہے غلبہ ہے آپؑ ہماری حکومت چھیننا چاہتے ہیں ہم سے آپؑ اقتدار لینا چاہتے ہیں اس لئے ہم آپ علیہ السلام کی بات قبول نہیں کرتے تو ارشاد ہوا

قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ تو پھر تم ایسا کرو کہ ذات باری کی طرف سے تم کوئی کتاب لے آؤ تم کوئی اللہ کا حکم دکھاؤ اور اللہ کے حکم کی خصوصیت یہ ہو گی کہ وہ حق ہو گا۔ اور اگر تمہارے پاس اللہ کی وحی وصول کرنے کی استعداد نہیں ہے اگر تم خود نبی اور رسول نہیں ہو اگر تمہارا تقدس تمہاری قلبی پاکیزگی اور طہارت اس مقام و مرتبہ کی حامل نہیں ہے اگر تم اللہ سے احکام وصول نہیں کر سکتے اگر تم پر اللہ کی کتاب کا نزول نہیں ہو سکتا تو پھر جو تم کہتے ہو وہ کیا ہے۔ فرمایا اگر تم اللہ کی کتاب پیش کرو اور وہ **اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ** میرے معجزات سے میری دعوت الی اللہ سے جس طرف میں بلا رہا ہوں اس سے بہتر بات ہو

اتبعہ۔ میں اس کی اتباع کر لیتا ہوں لیکن انسان خود اس قابل نہیں ہے کہ دوسرے انسان اس کی پوجا کریں یا اس کی غلامی کریں انسانیت میں سب برابر ہیں سارے انسان ہیں سب محتاج ہیں کھانے پینے کے، سونے کے جاگنے کے، سب کو گرمی سردی دکھ تکلیف محسوس ہوتا ہے لہٰذا انسانوں کے آپس کے تعلقات انسانی سطح پر برابر ہیں۔ اگر کوئی مالک ہے اس کے پاس کارخانہ ہے یا دولت ہے تو وہ اکیلا نہ دولت استعمال کر سکتا ہے نہ کارخانہ چلا سکتا ہے۔ محتاج ہے ان مزدوروں کا ان غریبوں کا جو اجرت لے کر اس کا کام کریں اگر کسی کے پاس سونے کے ذخائر اور جوہرات پڑے ہیں تو ان سے وہ پیٹ نہیں بھر سکتا وہ محتاج ہے اس بندے کا جو اسے دو وقت کی روٹی کے لئے آٹا بیچے ضرورت ہے اس کی جو اس کے لئے فروٹ بیچے جو اس کے کام کر دے جو اسے پکا کر دے یعنی نری دولت کا ہونا یا نرے اقتدار کا ہونا انسان کو مستغنی نہیں کر دیتا انسان جہاں بھی ہے انسانی حدود کے اندر ہے اور انسان ایک دوسرے سے مل کر زندگی بسر کرنے کے محتاج ہیں۔

تو فرمایا کسی انسان میں یہ استعداد نہیں ہے کہ وہ طے کر دے اور باقی انسان اس کی غلامی کریں۔ انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ جو ہوتی ہیں وہ بھی اپنی بات نہیں منواتیں۔ بلکہ وہ مقدس ذوات اللہ کی بات لوگوں تک پہنچاتی ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ

یُوحٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے بنا کر کچھ نہیں کہتے کہ یہ کر لو وہ کر لو وہ بات آپ تک پہنچاتے ہیں جو اللہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی جاتی ہے۔ فرمایا میں تو اللہ کی کتاب اور اپنی نبوت کے معجزات اور دلائل تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں اب اگر یہ درست نہیں ہے تو تم مقابلے میں اللہ کی کتاب پیش کرو حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر تمہاری بات میں کوئی سچائی ہے واقعی تم ہدایت کے طالب ہو اگر میری باتوں میں تمہیں ہدایت نظر نہیں آتی تو پھر جو رائے میری ہے جو دعوت میری ہے اس سے بہتر بات پیش کرو۔ فرمایا

فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا اگر یہ آپ علیہ السلام کی بات قبول نہ کریں جیسا کہ نہیں کر سکیں گے۔ اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات قبول نہ کریں فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَآءَھُمْ پھر تو آپ صلی اللہ علیہ وسم یقین کر لیجئے کہ یہ محض اپنے اوہام کا اتباع کر رہے ہیں تواہم پرستی کا شکار ہیں۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰهُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اور جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کر لے اس سے بڑا گمراہ کون ہو گا۔ اس سے بڑی کیا گمراہی ہو گی کہ اللہ کی ہدایت کو ٹھکرا دیا جائے اور خواہشات نفس کے پیچھے عمر بسر کر دی جائے بلکہ اس جرم کی سزا یہ ہے کہ جب تک بندہ اس بات سے خلوص کے ساتھ توبہ نہ کرے اور یہ اپنے دل میں فیصلہ نہ کرے کہ مجھے اپنے نفس کی غلامی سے انکار کرنا ہے اور میں اللہ کی اطاعت کے لئے کوشاں ہوتا ہوں تو

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ تو پھر ایسے ظالم کو پھر توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی کبھی ہدایت نصیب ہی نہیں ہوتی۔

ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہاں آ جاتا ہے سوال پر بات کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ قرآن حکیم نے اللہ کے ذکر کا قلبی اور خفی ذکر کا اور اسم ذات کے ذکر کا حکم دیا ہے کوئی ایسی تفسیر نہیں ہے کوئی بھی اس لئے کہ قرآن کی آیات میں جب حکم موجود ہے تو وہ تفاسیر میں یقیناً" آئے گا کوئی بھی ایسی تفسیر نہیں جس میں سب سے زیادہ فضیلت ذکر خفی اور قلبی کو نہ دی گئی ہو کوئی ایسا ذخیرہ حدیث نہیں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرنا ذکر کا حکم دینا صحابہ سے ذکر کرنا یا ذکر کی فضیلت یا ذکر قلبی خفی کی بہت زیادہ فضیلت بیان نہ کی گئی ہو اس کے باوجود وہ دلائل جو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دلائل السلوک میں جمع کر دیئے وقتاً" فوقتاً" اس مسئلے پہ بات ہوتی رہی کچھ بیانات میں باتیں آ گئیں کچھ میری تحریروں میں بھی آ گئیں کچھ چھوٹی جامع تحریریں بھی میں نے کوشش کی کہ دلائل مل جائیں تو اس بندے کے لئے دلیل موثر ہوتی ہے جس میں طلب کا جذبہ ہو جو محض انکار کرنا چاہتا ہو اس کے لئے قرآن حکیم نے یہ بہت خوبصورت دلیل دی ہے میں یہ بات آپ کو اس مسئلے کے جواب میں عرض کر رہا ہوں کہ جب لوگ کہتے ہیں کہ اس طریقے سے ذکر نہیں کرنا چاہئے تو قرآن حکیم نے بڑی خوبصورت دلیل دی ہے فرمایا۔

پھر ان سے کہئے کہ اس سے بہتر طریقہ آپ بتا دیجئے غرض تو اللہ کا ذکر کرنا ہے غرض تو باطن کو ذاکر کرنا ہے غرض تو قلب کو ذاکر کرنا ہے غرض تو ایہ کریمہ کے اس حکم اور ارشاد کی تعمیل ہے کہ اللہ کا ذکر کرو وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور THE CLOCK ROUND کرو سب سے زیادہ کثرت سے کرو۔ ذکر کثیر کرو بہت زیادہ کرو کرتے ہی رہو نماز میں جہاد میں نماز کے بعد سفر میں حج میں عبادات میں ہر جگہ۔ ذکر ہی ذکر ذکر ہی ذکر حتی کہ عبادات کے اوقات اور حدود متعین فرمائیں ضرورتیں وضو کپڑوں کا پاکیزہ ہونا وقت کا ہونا جگہ کا سمت قبلہ نماز کی کتنی ضرورتیں اور دن میں پانچ نمازیں۔ اس طرح رمضان المبارک کی کتنی حدود قیود کے ساتھ تیس روزے یا انتیس ایک مہینہ رمضان المبارک کا پورے سال میں زندگی میں ایک حج فرض ہے بے شمار قیود کے ساتھ جہاد اپنی ضرورت پر فرض ہو جاتا ہے زکوۃ اپنے نصاب پر فرض ہوتی ہے۔ سال

کے بعد لیکن ذکر کے لئے نہ وضو کی ضرورت نہ جگہ کی ضرورت نہ صورت احوال کی ضرورت جب تک حواس ہے بعض نماز کھڑے نہیں ہو سکتے بیٹھ کر پڑھ لیں لیٹ کر پڑھ لیں لیکن بعض اوقات معاف بھی ہو جاتی ہے ذکر معاف نہیں ہے نہ مرد کو نہ عورت کو وہ پاک ہے تو بھی ذکر کرے نہیں تو بھی ذکر کرے اٹھ بیٹھ سکتا ہے تو ذکر کرے نہیں بیٹھ سکتا ہے تو ذکر کرے جب تک اس کے حواس کام کرتے ہیں اس میں ہوش ہے تب تک اسے ذکر کرنے کا یہ حکم ہے ہر حال میں کوئی استثنی نہیں ہے کوئی اس کی قضا نہیں ہے کوئی اس کی معافی نہیں ہے کوئی اس کی حد نہیں ہے کوئی اس کا موسم نہیں ہے کوئی اس کی جگہ متعین نہیں۔ جہاں ہو جس حال میں ہو جو وقت بھی ہے اللہ کا ذکر کرتے رہو اور کثرت سے کرو اب اس حکم کو چھوڑا تو نہیں جا سکتا۔

اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کر رہے ہیں اس طرح نہیں کرنا چاہئے بھئی چلو اس طرح نہیں کرنا چاہئے تو جس طرح آپ اس سے بہتر صورت کرتے ہیں اس کے نتائج ہمیں دکھایئے جس طریقے سے آپ کرتے ہیں اس طریقے سے کتنے لوگوں نے کیا ان کے قلوب ذاکر ہو گئے ان کے مزاج بدل گئے پہلے وہ اچھے لوگ نہیں تھے پھر اچھے بن گئے یا پہلے گنہگار تھے پھر تائب ہو گئے یا پہلے بے نماز تھے نمازی بن گئے یا پہلے ان کے چہرے سنت سے محروم تھے پھر انہیں سنت نبوی نصیب ہو گئی ان کے کاروبار میں سے سود نکل گیا یا پہلے وہ کلبوں میں بیٹھتے تھے اب مساجد میں چلے آئے کیا مثبت تبدیلی انسانوں میں آئی کون سا بہتر طریقہ آپ نے اپنایا تو پھر تو ہمیں بھی وہ اپنا لینا چاہئے اور اگر آپ کو صرف اس بات پر اعتراض ہے کہ آپ نہیں کریں بس آپ والا طریقہ غلط ہے صحیح کون سا ہے اس کا ہمیں بھی کوئی پتہ نہیں ہے یعنی آپ خود بھی نہ کریں جو اللہ کو یاد کر رہا ہے اس کا راستہ بھی روک دیں یہ تو صحیح نہیں ہے یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے یا پھر ان لوگوں کے پاس جنہیں آپ کہتے ہیں تمہارا طریقہ غلط ہے ان کے ساتھ رہ کر دیکھیں ان کی تبدیلیوں کو چھوڑ دیں خود ساتھ رہ کر دیکھیں کیا آپ میں کوئی مثبت تبدیلی آتی ہے۔ کیا آپ کا اللہ کے قرب کا ارادہ بڑھ جاتا ہے آپ کو گناہوں سے کچھ تلخی اور نفرت ہونے لگتی ہے تو پھر طریقے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اللہ نے کوئی قید اس پہ رکھی ہی نہیں

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً و علیٰ جنوبھم ہر حال میں کھڑے بیٹھے لیٹے جیسے ہو جس حال میں ہو ذکر کرتے رہو۔

تو انبیاء علیھم السلام نے محض دھونس سے بات نہیں منوائی کہ سوٹا مار دیا ہو کہ ہماری بات مانو بلکہ لاجک کو ساتھ ساتھ رکھا اگرچہ انبیاء علیھم السلام کا یہ فرما دینا کہ ایسا کرو اس سے بڑا کوئی لاجک نہیں۔ نبی اس مقام پہ ہوتا ہے جہاں اس سے خطا کا صدور ممکن نہیں گناہ کا ہونا ممکن نہیں ہوتا جو کچھ وہ کہتا ہے وہ حق پر ہوتا ہے اور وہ صداقت ہوتی ہے اس کے باوجود اس صداقت کو زبردستی نہیں منوایا اس کے ساتھ دلائل دیئے گئے دعوت دی گئی کہ تمہارے پاس اس سے بہتر طریقہ کار ہے تو لاؤ اسے مانتے ہیں اور اگر تمہارے پاس نہیں ہے۔

اگر تمہاری ساری معیشت غیر منصفانہ ہے اگر تمہارا سارا کردار غیر کریمانہ ہے اگر تمہارا سارا اخلاق غیر صالحانہ ہے اگر تمہاری ساری سیاست غیر سنجیدہ ہے تو پھر جو بات حق ہے اور سب سے بہتر ہے اور اللہ کا حکم ہے اور اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا رہا ہے اسے نہ ماننے کی کیا تک بنتی ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی ہے ہمارا مذہب ہم مانیں نہ مانیں کسی کا کیا ہے نماز کوئی پڑھتا ہے اپنے لئے ہم نہیں پڑھتے نہ سہی کیوں کوئی ہمیں کہتا ہے لیکن یہ غلطی ہے زندگی ہماری اپنی نہیں ہے یہ کائنات ہماری نہیں ہے یہ ارض و سماء ہم نے نہیں بنائے نہ ہماری اس میں شراکت ہے یہ وجود ہمارا اپنا نہیں ہے یہ روح ہماری اپنی نہیں ہے

یہ سب کچھ کسی کا دیا ہوا ہے اور وہ ایسا قادر ہے کہ جو کچھ وہ دے چکا ہے وہ لینے پہ بھی قادر ہے اور اس سے زیادہ دینے پہ بھی قادر ہے وہ قادرؔ ہے کہ آنکھ وجود میں رہے لیکن اس میں بینائی نہ ہو وہ قادر ہے کہ زبان منہ میں رہے اور بندہ بات نہ کر سکے وہ قادر ہے کہ اعضاء و جوارح بظاہر سلامت ہوں اور وہ کام نہ کریں یعنی یہ ساری چیزیں اس کی امانت ہیں ان میں کوئی چیز زیادہ کر دے وہ قادر ہے کوئی چیز ان سے گھٹا لے وہ قادر ہے۔ ہمارے پاس ہماری دولت صرف ایک ہے جو ہماری ہے وہ ہے اللہ سے رشتہ اور تعلق یہ ہمارا اپنا ہے یہ اس نے ہم پر چھوڑ دیا کہ وہ میں زبردستی نہیں ٹھونسوں گا تم پر کہ تم سب کو ولی بنا دوں صحابی بنا دوں یا تم سب کو عالم بنا دوں یا تم سب کو پکڑ کر سجدے میں گرا دوں نہیں اور یہ صرف انسان کے پاس ہے فرشتوں کے پاس یہ بھی نہیں فرشتوں کے پاس جو تقدس ہے وہ بھی عطا کردہ ہے اللہ کریم کا۔ تعلق باللہ جو ہے وہ بھی اللہ کا عطا کردہ ہے انسان کو اس نے یہ فضیلت بخشی کہ میرے ساتھ تیرا جو رشتہ ہے کیا تو اس میں بہتری خوبصورتی حسن اور محبت چاہتا ہے یا تو اس میں بد نمائی نفرت فسق و فجور کفر و شرک چاہتا ہے؟

یہ جسے ہم کہتے ہیں زندگی ہماری ہے یہ ہماری زندگی نہیں ہے یہ ہمارا فیصلہ ہے ہر دن ہر لمحہ ہر کام ہمارے فیصلے کا مظہر ہے ہم کیا فیصلہ کرتے ہیں جب ہم کمانے کے لئے جاتے ہیں تو ہم کیا فیصلہ کرتے ہیں صرف دولت کمانی ہے یا اس کے ساتھ حلال بھی ہونا چاہئے تاکہ اللہ کی رضا بھی حاصل ہو اور دولت بھی کما سکیں کھانے کے لئے جب بیٹھتے ہیں تو کیا پیٹ بھرنا ہے یا اس میں حلال اور طیب کی قید بھی ہے حلال بھی ہو پاکیزہ بھی ہو کہ پیٹ بھر جائے اور اللہ سے جو رشتہ ہے وہ بھی قائم رہے۔ ایک تو یہ ہو گیا ہماری ذاتی ضرورت ہے کہ ہم مر جائیں کوئی حرج نہیں بیمار ہو جائیں کوئی حرج نہیں بھوکے رہ جائیں کوئی حرج نہیں سارا گھر لٹ جائے کوئی حرج نہیں لیکن اللہ سے جو رشتہ ہے وہ ٹوٹ جائے تو یہ بہت مہنگا سودا ہے صحت دوبارہ بن سکتی ہے مردے زندہ ہوں گے گھر بسائے جا سکتے ہیں لیکن یہ رشتہ خدا کرے نہ ٹوٹے چونکہ محتاج ہم ہیں وہ محتاج نہیں ہے اور جو محتاج ہے اگر وہ رشتہ توڑ دے ایک عام ملازم اگر مالک کو کہے جا اپنی نوکری پاس رکھ میں نہیں کرتا تیری ملازمت تو وہ مالک اسے دوبارہ ملازم رکھے گا؟ اسے کیا ضرورت ہے بھئی اسے تو اس تنخواہ پر دس بندے مل جائیں گے اللہ خالق ہے کائنات کا وہ جیسے چاہے اور پیدا کر لے اسے کیا احتیاج ہے لیکن بندہ ہو کر جو اس کی عظمت کو ٹھکرا کے کہے زندگی میری اپنی ہے جو جی چاہے گا میں کروں گا۔ میں نہیں کرتا تیری بارگاہ میں سجدہ میں حلال حرام کی پرواہ نہیں کرتا میں نہیں تمیز کرتا فرماتا ہے پھر میری غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ میں اسے واپس آنے ہی نہیں دیتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اس طرح کے ظالموں کو پھر ہدایت نصیب نہیں ہوتی اس کے علاوہ اس جرم پر جو اور فرد عائد ہوتی ہے یہ تو ایک فرد ہوئی اس کی یہ بہت گہرا جرم بنتا ہے اس لئے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں اس کا اثر ماحول اور فضا میں مرتب ہوتا ہے جس طرح پانی میں کوئی کنکری پھینکی جائے ہمارا ہر لفظ ہمارا ہر فعل اس فضا کو مرتعش کرتا ہے جس طرح آپ پانی میں کوئی پتھر پھینکتے ہیں اس میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے اسی طرح جب ہم کوئی کام کرتے ہیں اگر وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے اگر وہ جائز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہے تو اس سے ایک خاص روشن نور خوشبو پیدا ہوتی ہے جو ماحول کی آبادی کا سبب بنتی ہے لیکن اگر وہ اللہ کے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کے خلاف حق کے خلاف ہوتا ہے تو اس سے تعفن اور سڑاند اور ظلمت پیدا ہوتی ہے جو اس ماحول کو خراب کرتی ہے اور رب کریم فرماتے ہیں

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ لوگو! اگر تم میں اتنی فکر بھی نہیں کہ تم اپنی فکر کرو تو یہ خیال تو کرو کہ روئے زمین پر فساد اور تباہی کا سبب تو نہ بنو یہ باقی کائنات ہے جس میں کتنا

کتنی رنگا رنگ مخلوق ہے حسن ہے کتنی خوبصورتی ہے حیوان چرند پرند جانور فضا بادل بارش سبزے دریا سمندر انسان طرح طرح کے لوگ بچے بوڑھے ان سب کے خرمن کو آگ لگانے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے فرمایا

ظَهَرَ الفساد فی البروا لبحر زمین پر بھی سمندروں میں بھی خشکیوں میں بھی تریوں میں بھی فساد ہی فساد پیدا ہو جاتا ہے کیوں بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاس لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے۔ بنیادی طور پر اللہ نے بہت خوبصورت بنایا اس کائنات کو بہت آرام دہ بنایا بہت خوش رنگ بنایا لیکن یہ اس لئے تو نہیں ہے کہ ایک تو تم اپنی ذات کا تعلق اور رشتہ اللہ کریم سے خراب کرو اور پھر تم اس کی بنائی ہوئی کائنات کا حلیہ بھی بگاڑو اس کی مخلوق کی ایذا کا سبب بھی بنو۔ ہمارے کردار کی وجہ سے اگر قحط سالی پڑ جائے بارشیں رک جائیں بے شمار مخلوق پانی کو ترس کر مر جائے سبزے کملا جائیں درخت سوکھ جائیں کھیتیاں جل جائیں یا ہمارے شامت اعمال سے طوفان اور طغیانی آئے اللہ کی بے شمار مخلوق غرق آب ہو کر مر جائے جن کو ہم جانتے ہی نہیں مچھروں مکھیوں تک کے لشکر پھرتے ہیں تو اس کی تو مخلوق ہے نا وہ جس طرح ایک ہاتھی کا خالق ہے اسی طرح ایک مکھی بھی اس کی مخلوق ہے تو اگر اس قتل عام ہی کا حساب ہو جائے یہی پوچھ لیا جائے کہ اس ساری تباہی کا سبب تم کیوں بنے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی پرندے کے انڈے جنگل میں گیدڑ کھا جائے اور وہ چلا رہا ہو چیخ رہا ہو تو اس کا سبب بھی کسی انسان کی کوتاہی ہوتی ہے کوئی نحوست ہوتی ہے کسی بے نماز کی نحوست اس فضا میں پھیلتی ہے تو اللہ کی مخلوق کی ایذا کا سبب بنتی ہے۔

بندے کی جرات کیا ہے اس کے پیٹ میں ایک مروڑ اٹھے برداشت نہیں کرتا ایک دانت میں درد ہو تو برداشت نہیں کرتا ایک آنکھ میں ایک کان میں درد ہو تو مرنے لگتا ہے ایک سوئی چبھے تو برداشت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ یہ دوزخ پر کتنے دلیر ہو گئے ہیں یہ اپنے وجود کے ایک ایک ذرے کو بچانے والے جنہیں بغیر نرم بستر کے نیند نہیں آتی بغیر اچھی چیز کے ہضم نہیں ہوتی بغیر نعمتوں کے اچھے مشروبات کے پیا نہیں جاتا یہ کیسے آگ پھانکیں گے یہ کیسے دوزخ میں رہیں گے یہ کیسے وہاں گزارا کریں گے کتنے دلیر ہو گئے یہ کیسے وہاں گزارا کریں گے۔ یہ کیوں نہیں سوچتے کہاں جا رہے ہیں۔ بھئی انسان میں یہ جرات نہیں ہونی چاہئے کہ جو ہوگی دیکھی جائے گی کیسے دیکھی جائے گی یہاں تو نہیں دیکھی جاتی ایک سوئی چبھوئی جائے تو چیخیں نکل جاتی ہیں ایک دانت میں درد ہو نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے نہ سو سکتا ہے نہ بات کرنے کو جی چاہتا ہے جہنم میں کیسے گزارا کر لے گا بھئی دیکھی جائے گی کیوں جائے جہنم میں کیوں نہ اس سے بچ کے رہے کیوں نہ اپنی حیثیت کا اندازہ کر لے کہ میں عاجز ہوں بے بس ہوں مخلوق ہوں مجھ میں اتنی جرات نہیں ہے۔

لیکن اگر کوئی اتنا ہی گیا گزرا ہو یہ پرواہ بھی نہ کرے تو اسے یہ سوچنا چاہئے کہ میرا عقیدہ میرا نظریہ اور میرا کردار اللہ کی مخلوق کی تباہی کا سبب تو نہ بنے اس کا حساب میں کیسے دوں گا۔

اور خوبصورت ترین دلیل اہل عمل کے لئے اللہ نے ارشاد فرمائی ہے کہ جب عمل کے لئے نکلو تو بھلائی کے راستے میں بڑے آپ کو ملیں گے سمجھانے والے روکنے والے طعن کرنے والے اگر کوئی بچی قرآن پڑھنے چلی جائے گی دین سیکھنے چلی جائے گی یا ذکر کرنے چلی جائے تو بے شمار فتوے آ جائیں گے لیکن اس ملک کی لاکھوں بچیاں روزانہ ناچنا سیکھیں ڈرم پیٹنا سیکھیں ہارمونیم بجانا سیکھیں گھر گھر میں گانے بجانے کے مدرسے ہوں ٹیلی ویژن پر انہیں نچا کر نمائش کی جائے بازاروں میں ان کے ناچ کرائے جائیں گانے گنوائے جائیں کیا یہ ہماری بیٹیاں نہیں ہیں جو ٹیلی ویژن پر گانے جاتی ہیں اس پاکستان ملک کی بیٹیاں نہیں ہیں اس ملک کی شہری نہیں ہیں ان پر کسی شریعت کسی حد کا کسی دین کا

کسی قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا؟ یہ ہمارے ناصح جو بچیوں کو ذکر الٰہی سے روکتے ہیں ان میں سے کسی کسی نے کوئی ہمت کی ہے کہ اس بے حیائی سے کسی کو بچا سکیں اور اگر وہاں ایک عام جاہل سے لے کر مفتی صاحب تک سارے انجائے کر کے خوش ہی ہوتے ہیں تو کونسی مسلمانی ہے۔ کیسے مسلمان ہیں ہم۔ کس کا ملک ہے؟ کیا ملک ہے؟ کس کا نام پاکستان ہے؟ اور کیا کردار ہے ہمارا؟ کون سی آزاد مملکت ہے؟ کیا آزادی ہے دین و مذہب سے آزادی ہمارا مقصد تھا؟ کیا آزادی سے یہ مراد تھی کہ ہم دین سے آزاد ہو جائیں؟ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آزاد ہو جائیں؟ پھر تو ہو گئے لیکن اگر آزادی سے اغیار سے آزاد ہونا مراد تھا تو پھر آزادی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا نام ہے۔ کائنات میں وہ بندہ آزاد ہوتا ہے جو صرف اللہ کا غلام ہو جائے اور جو اللہ کا غلام نہیں ہوتا بندے بندے کا غلام بن کے رہنا پڑتا ہے اسے یہ سزا ہوتی ہے اللہ سے بغاوت کی کہ اللہ کا باغی کبھی سر اونچا کر کے چلنے کے قابل نہیں ہوتا اسے ایک ایک دروازے پہ سر جھکانا پڑتا ہے آپ نے دیکھا کہ بڑے بڑے شہنشاہوں کے سر آگ کے سامنے جھکتے ہوئے ہم نے دیکھے پتھروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا کاہنوں جادوگروں کو سجدے کرتے ہوئے دیکھا اور فرضی داستانوں کو اور فرضی کہانیوں کو اور جنوں پریوں کو پوجا کرتے ہوئے اور ان کے نام کے وظیفے جپتے ہوئے ہم نے دیکھا صرف وہ سربلند رہتا ہے جو صرف اور صرف اللہ کے نام کے سامنے جھکتا ہے۔

ایک عجیب بات ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تراشے ہوئے پتھر جو ہیں یہ بت ہیں بھلا پتھر کی کیا حیثیت ہے ہر بت کے اندر ایک انسان کی خواہشات ہوتی ہیں۔ وہ اپنی خواہشات نفس کو ایک لبادہ دے دیتا ہے بت کا۔ لوگوں سے اپنے مفادات حاصل کرنے کے لئے ایک جوڑتا ہے تماشا۔ اور جو لوگ اللہ کی بارگاہ میں نہیں جھکتے انہیں کتنی کتنی بارگاہوں میں جھکنا پڑتا ہے جو خود باطل ہیں جو خود محتاج ہیں جو خود کچھ دینے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ تو آزادی تو نام ہے اللہ کی غلامی کا۔ اگر اللہ نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے اور ایک بے مثال ملک اور خوبصورت اور خوشحال ملک عطا فرمایا ہے۔

ہمارے ہاں یہ شور بھی ہوتا ہے کہ ملکی وسائل بڑے کم ہیں مسائل زیادہ ہیں گذشتہ پچاس سالوں سے کوئی ایسی حکومت نہیں آئی جس نے آ کر یہ کہا ہو کہ یہ ملک اللہ کا انعام ہے اس میں زراعت بھی ہے اس میں معدنیات بھی ہیں اس میں دریا اور نہریں بھی ہیں اس میں بندرگاہیں بھی ہیں اس کے بہت سے وسائل ہیں اور ان وسائل کو ہم صحیح طریقے سے استعمال کر کے سب کو خوشحال کر سکتے ہیں یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکا۔ جو حکومت آئی اس نے کہا شکر کرو ہم پہنچ گئے بس یہ تو سارا تباہ ہونے کے قریب تھا اور دھماکہ ہونا تھا ساری زمین آسمان گر پڑنے تھے شکر کرو ہم آ گئے ہم نے تھام لیا ہم نہیں ہوں گے تو تم ایک سانس نہ لے سکو گے پھر وہ چلے گئے وہ نہ رہے اور جنہیں رب نے رکھنا تھا وہ رک گئے۔ ملک بھی رہا قوم بھی رہی۔ اور عجیب بات ہے۔ میں صرف ایک بات آپ سے عرض کروں گا۔ یہ جو کہتے ہیں نا ملک غریب ہے یہ بڑا جھوٹ بولتے ہیں سفید جھوٹ اتنا بڑا جھوٹ اگر یہاں تھوڑا سا کوئی محاسبے کا اہتمام ہوتا تو آپ اندازہ کیجئے کہ اس سال کا انکم ٹیکس کا گوشوارہ ہماری وزیراعظم صاحبہ کا پچیس سو روپے ہے پوری سال کی ان کی انکم پر جو انکم ٹیکس لگا وہ پچیس سو روپے ہے ہے کوئی خدا کا خوف اس ملک میں یعنی جھوٹ بھی ہمارے جھوٹ سے اب تو توبہ توبہ کرتا ہے شیطان بھی لرزتا ہے کہ یار اتنی دور جانے کا تو میرا پروگرام بھی نہیں تھا جتنے دور تم چلے گئے ہو۔۔۔۔

اس نوے کے قریب ہمارے معزز اراکین نے یا بااثر لوگوں نے یا ان سو ڈیڑھ سو خاندانوں میں سے کچھ افراد نے اپنے ملکی بنک سے قرضہ لیا اس وطن عزیز کا سالانہ بجٹ جو ہے وہ بیس سے بائیس ارب روپے ہوتا ہے اکیس ارب آ

گئے ساڑھے اکیس آ گئے ساڑھے اکیس آ گئے بائیس ہو گئے بیس ہو گئے یہ فوج سول ہسپتال حکومت وزیر اعظم صدر گورنر سارا ملا کر سارے جرنیل پال کر سارے شہنشاہ پال کر سارے وزراء کرام پال کر اور سب کے خرچے پورے کر کے غریب کو بھی نان جویں دے کر کوئی بیس بائیس ارب روپے رکھے ہیں لیکن معززین شہر نے جو ادھار لیا قومی بنک سے اور سرمایے سے وہ بنتا ہے ایک سو بیس ارب یعنی ملکی معیشت یا بجٹ سالانہ ہے اس سے پانچ گنا پیسہ بنک سے لے کر معززین شہر معززین قوم رہنمایان قوم کھا گئے اور معاف بھی کرا لیا کہ یہ واپس بھی نہیں کریں گے اور ملک پھر بھی چل رہا ہے غریب ترین ملک بے چارا پھر چل رہا ہے میں کہتا ہوں کہ آپ کسی دنیا کے امیر ترین ملک سے کہئے کہ وہ اپنے سالانہ بجٹ کا پانچ گنا سرمایہ کہیں ضائع کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اگر امریکہ سپر پاور ہے تو امریکہ سے کہئے کہ اپنے سالانہ بجٹ سے پانچ گنا رقم خرچ کر دے یا الگ کر دے قومی خزانے سے اور پھر اسے کہیں کہ ایک دن زندہ رہ کر دکھائے۔ جاپان بڑا انڈسٹریل جائنٹ ہے کمرشل جائنٹ بن گیا ہے جاپان سے کہیں کہ جو اس کا سالانہ بجٹ ہے اس سے پانچ گنا سرمایہ کسی جگہ خرچ کرے ہندوستان سے کہیں افریقہ کے ملک چین سے کہیں دنیا کے کسی ملک کو یہ چیلنج ہے کہ آپ کسی ملک کا تجزیہ کر کے یہ ثابت کر دیں کہ فلاں ملک اپنے قومی بجٹ جو ہے سال کا اس سے پانچ گنا سرمایہ سپئیر کر کے اپنا گزارا کر سکتا ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی ملک نہیں ہے صرف یہ ملک ہے اور یہ وہ ملک ہے جس کا ہر باشندہ اپنی روزی چند مرلوں سے پیدا کر لیتا ہے کتنی مخلوق ایسی ہے جسے آج تک ملازمت نہیں ملی سرکاری لباس نہیں ملا سرکاری دوا نہیں ملی سرکاری تعلیم نہیں ملی پینے کا پانی تک نہیں ملا جوہڑ میں تھوڑا سا پانی کھڑا ہوتا ہے اور اگر ہم میں کچھ خدا کا خوف ہو تو ساری رات اس میں خنزیر اور جنگلی درندے اس میں نہاتے ہیں لیٹتے ہیں پیتے ہیں اور صبح پاکستان کا بے چارہ مسلمان اسی پانی کو پیتا بھی ہے اسی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھتا ہے اور اسی ملک پر حکومت کرنے والے پینے کے لئے پانی باہر سے منگواتے ہیں ٹینوں میں بند بوتلوں میں بند دوسرے ممالک سے پینے کا پانی آتا ہے اور اسی ملک کا باشندہ وہ باشندہ جس کے خون کی کمائی سے ہمارے حکمران عیش کرتے ہیں وہ بے چارہ چند مرلوں پر دو بھیڑیں پال کر بھی زندگی گزار جاتے ہیں۔ تھوڑے سے رقبے پر ہل چلا کے زندگی گزار جاتے ہیں پہاڑوں کا سینہ چیر کر اپنے لئے روزی پیدا کر لیتے ہیں۔ اور جانوروں کا دودھ اسے نصیب نہیں ہے لیکن وہ گھی بیچ کر محض لسی پہ اپنی عمر بسر کر جاتا ہے۔ یہ مشکل تو ان ملکوں کے لئے ہے جن کے شہری ڈبل روٹی کے سوا کچھ نہیں کھاتے جن کے شہری بجلی کے سوا اور ائیر کنڈیشن کے سوا ایک گھنٹہ نہیں گزارتے۔ جن کے شہریوں کو سردیوں میں ہر گھر جو ہے وہ گرم چاہئے اور وہ سارا ائیر کنڈیشن چاہئے گرمیوں سردیوں میں وہ ملک جن کے شہری کار کے سوا پاؤں نہیں رکھتے وہ ملک جن کے شہری بغیر میڈ یکیشن کے چند لمحے گزارا نہیں کر سکتے وہ مصیبت تو ان کے لئے ہے یہاں کا تو ہر شہری اللہ کے دیئے پر جیتا ہے حکومت پر بوجھ کس کا ہے کس کو حکومت دے رہی ہے کس بچے کو پڑھایا کس غریب کو وظیفہ ملا کس غریب کو کتنے پیسے مل گئے علاج کے لئے یہاں تو کوئی شے نہیں ملتی اور یہ سارے کے سارے وسائل چند لوگوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ اس طرف جو مفتی صاحب بھی جاتا ہے اسے وہ کہتے ہیں تم بھی لے لو وہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ ہمارا قومی کردار یہ ہے کہ بندہ جو میں کہہ رہا ہوں یہ سارے باہر سے کہتے ہیں جب ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے کہ اندر آ جاؤ یار شور نہ کرو تم بھی آ جاؤ تو بیٹھ کے وہ بھی کھانے لگتا ہے پھر وہ کہتا ہے یہ تو سارے فرشتے ہیں اندر یہ اندر تو حوریں بھری ہوئی ہیں بھئی باہر سے شور کرتے ہو یہ تو سارا ہی حلال ہے۔

لیکن کیا یہ سدا ایسے ہی رہے گا اور ہم لوگ صرف دین پر اللہ کے ذکر پر اللہ کی عبادت پر تنقید کرتے رہیں

گے۔ اور یہ پہلو خالی رہے گا۔ ہمارے ہاں سواد اہل سنت کے بہت بڑے بڑے جو فرقے بن گئے ہیں وہ تین ہیں اہل حدیث یا غیر مقلد دیو بندی اور بریلوی اس برصغیر SUBCONTINENT میں یہی تین ہیں آگے سب ان کی برانچیں ہیں۔ اگر کوئی بریلوی مکتب فکر سے ہے تو اس کے ساتھ جھگڑنے کی تک کیا ہے اسے اختیار حاصل ہے وہ اس کے استاد ہیں یا اسے ان سے عقیدت ہے یا ان کی بات ماننا ہے بات ختم۔ وہ میری لاٹھی سے یا آپ کے پتھر مارنے سے اپنی عقیدت چھوڑ دے گا؟ اپنے اساتذہ کو چھوڑ دے گا؟ اور اگر کوئی دیو بندی ہے تو کوئی اس پر بندوق تان لے تو کیا اپنے اساتذہ سے منہ موڑ لے گا۔ یا غیر مقلد ہے تو آپ اس پر لاٹھی برسائیں گے تو وہ تقلید کرنے لگ جائے گا یار اتنا کچھ تو ایک دوسرے کو برداشت کیجئے۔ ایک اس سکول میں اس INSTITUTION میں پڑھتا ہے دوسرا ایک اور ہائی سکول میں پڑھتا ہے تو اس کے خون کا پیاسا ہو جائے گا کہ وہ وہاں کیوں پڑھتا ہے یہ یہاں کیوں نہیں پڑھتا یہ کون سی لڑائی ہے آپ ہی ثابت کریں آپ اپنے کردار سے کہ ہمارے والا سکول بہت اچھا ہے ہم اس میں زیادہ نمبر لے رہے ہیں اچھا پڑھ رہے ہیں اگر کسی کو بریلوی ہونے پہ فخر ہے تو وہ ثابت کرے کہ وہ دیوبندیوں سے بہتر مسلمان ہے پھر تو مزے کی بات ہے پھر تو وہ کہے فخر کرے کہ میں زیادہ عبادت کرتا ہوں میں زیادہ سچ بولتا ہوں میں زیادہ حلال کھاتا ہون میں زیادہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہوں یا کسی کو اپنی دیوبندیت پہ ناز ہے تو وہ ثابت کرے میدان میں کہ میں بہتر مسلمان ہوں میں اچھا مسلمان ہوں خوبصورت انسان ہوں یہ میرے اساتذہ کا یا میری عقیدت کا یا میرے SCHOOL OF THOUGHT کا کمال ہے اگر کوئی غیر مقلد کہتا ہے تو یہ ثابت کرے کہ تقلید نہ کر کے وہ ایک بہتر انسان ہے پھر تو کوئی بات ہوئی یہ مقابلہ تو ہو سکتا ہے کہ بھئی آپ کے سکول سے ہمارے سکول میں نمبر زیادہ آتے ہیں لڑکے زیادہ محنت کرتے ہیں بچے اچھی طرح پاس ہوتے ہیں اگر تمہیں بھی ایسی کامیابی چاہئے تو ادھر آ جاؤ یہ تو بات ہے۔ اب یہ بات کہ جناب آپ ادھر ہوں گے تو ہم آپ کی گردن کاٹ دیں گے یہ کوئی تک نہیں بنتی۔

یہ ملک میں لڑائی ہے کیوں دیوبندی بریلوی اہل حدیث کی؟ یہ ہمارے حکمرانوں کی توجہ اور مہربانی کا نتیجہ ہے آپ کے شاید علم میں نہ ہو گورنمنٹ کے خزانے سے ایک رقم کروڑوں روپے مختص ہوتی ہے ہر سال جو وزیراعظم اور وزرائے اعلیٰ کی صوابدید پہ ہوتی ہے وہ صوابدیدی فنڈ جو ہے وہ ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو حکومت کے لئے مشکلات کم کرنے کے ذرائع پیدا کریں اور ذرائع یہ ہوتے ہیں کہ لوگوں کو آپس میں الجھا دیا جائے انہیں پوچھنے کوئی نہ جائے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ کبھی نہیں دیکھا آپ نے کہ شیعہ کا جلوس نکلتا ہے تو حکومت فوج بھیج دیتی ہے پروٹیکشن کے لئے سینوں کا' بریلویوں کا جلوس نکلتا ہے تو وزیر بھیج دیتی ہے قیادت کے لئے دیو بندی جلسہ کرتے ہیں تو دوسرا وزیر آ جاتا ہے تو یار یہ سارے جب صحیح ہیں تو ان کو لڑاتے کیوں ہو۔ لڑاتے اس لئے ہیں فوج اس لئے بھیجتے ہیں پولیس اس لئے ہیں کہ اگر یہ فوج اور پولیس نہ بھیجی جائے تو لوگ ایک دوسرے کو برداشت کرنا شروع کر دیں شیعہ کا جلوس یہاں سے نہیں گزرتا لیکن جب محرم ہوتا ہے تو وہ شرارت بھی کرتے ہیں یہاں گیٹ پہ نعرے بھی لگاتے ہیں ہم نے کبھی آج تک نوٹس ہی نہیں لیا سڑک ہے شاہراہ عام ہے کوئی نعرے لگانا چاہتا ہے کھڑا ہو اور لگائے سارا دن لگائے جب تھک جائے گا چلا جائے گا۔ ہمارا کیا بگڑ رہا ہے ہر ایک کا اپنا ایک مسلک ہے۔ فردہ قیامت اللہ کے روبرو کھڑا ہونا ہے جس پر ہم ہیں اس کے ہم ذمہ دار ہیں جو دوسرا کر رہا ہے اپنا جواب دے گا۔ ضرورت کیا ہے لڑنے کی پتھر مارنے کی توپ چلانے کی کبھی ہمیں ضرورت پیش نہیں آئی یہ دوسرے لوگوں کا دماغ خراب نہیں ہے حکومت کے وظیفہ خوار لوگ اس کام پہ لگے رہتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب جماعت اسلامی نے اور مولانا مودودی

مرحوم نے حکومت کو کافی پریشان کر رکھا تھا اور ایک کافی منظم طاقت بن گئی تھی جماعت اسلامی اور حکومت بڑی پریشان تھی میں یہ واقعہ محض واقعہ نہیں بیان کر رہا اس کے گواہ موجود ہیں زندہ ہیں مولانا یوسف بنوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کراچی میں مدرسہ بنوری ٹاؤن بنا رہے تھے جو بعد میں بن گیا اور بہت مشہور ہوا وہاں ایک ڈی آئی جی صاحب کا بھتیجا کوالیفائیڈ' پڑھا لکھا آدمی چلا آیا اس نے کہا جناب میں دین سیکھنا چاہتا ہوں لینڈ لارڈ بھی تھے پھر ایک رئیس بھی تھے انہوں نے کہا بڑی خوشی کی بات ہے سیکھو وہاں رہنا شروع کر دیا مطالعہ شروع کر دیا پھر کہا جناب میں ایک کمرہ بنا تا ہوں اپنے لئے بنایا پھر کچھ طالب علموں کے لئے بنایا پھر فنڈز دینے شروع کر دیے تو مولانا بڑے خوش ہوئے وہ بارہ سال وہاں رہا بنوری ٹاؤن کے مدرسے کا کوئی آدھا حصہ اس نے اپنی جیب سے بنایا اور بنوری صاحب کا نمبر دو بن گیا کیا کیا اس نے مختلف تراشے لے کر اخباروں کے کہ حضرت میں آپ کو اخبار کی خبر سناؤں اس میں کچھ لکھا ہوتا کچھ اپنی طرف سے ملایا کہ یہ کر رہے ہیں مودودی صاحب وہ کر رہے ہیں مودودی صاحب نے فلاں نئی کتاب میں یہ لکھا ادھر سے فقرہ لے لیا حتیٰ کہ اس نے بنوری صاحب کو مودودی صاحب کے پیچھے لگا دیا ان کے اخبار میں مودودی صاحب کے خلاف باتیں ان کے رسالے میں مودودی کے خلاف جمعہ میں مودودی صاحب کے خلاف اب حکومت کی مصیبت کم ہو گئی وہ دو علماء' مودودی صاحب کو بنوری صاحب نے ایسا الجھایا کہ جماعت اسلامی کا وہ ٹیمپو آج تک نہیں بن سکا جو اس زمانے میں تھا۔ بارہ سال بعد بنوری صاحب کو پتہ چلا کہ جتنے اس نے فنڈز دیے ہیں اس نے پیسہ گھر سے نہیں دیا یہ بھی سارے سرکاری ہیں اس پر یہ پندرہ بیس ہزار MONTHLY تنخواہ بھی لیتا رہا اور بارہ سال بعد وہ بندہ وہاں سے ہٹایا گیا۔ وہ سیکرٹری جو اس زمانے میں فنڈز سینکشن SANCTIONED کرتا تھا اور اسے دیتا رہا وہ آج بھی بحمد اللہ زندہ ہے اور ہمارے ساتھ اللہ اللہ کرتا ہے اور ہماری جماعت کا ممبر ہے اور عین گواہ ہے کہ حکومت کیا طریقہ کار اختیار کرتی ہے۔ تو یہ تو ایک طبقہ ہے جسے بارہ کروڑ انسانوں پر فرعون بن کر بیٹھنے اور عیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن کیا ہم اللہ کی غلامی کو چھوڑ کر ان کی غلامی پہ راضی ہیں یا اس غلامی سے آزاد ہونے کی کوئی سبیل ہے اور ایک ہی طریقہ ہے کہ

ہم خلوص کے ساتھ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لیں تو ہمیں بصیرت بھی مل جائے گی جو کچھ یہ سازشیں کرتے ہیں وہ بھی نظر آ جائیں گی اور جرات رندانہ بھی مل جائے گی کہ ہم سر میدان کہہ سکیں کہ بھئی ہم آپ کے بندے نہیں اللہ کے بندے ہیں اور بڑا آسان نسخہ قرآن حکیم نے دیا ہے کہ نیکی کی راہ میں جو لوگ رکاوٹ بنتے ہیں یا اعتراض کرتے ہیں انہیں کہئے کہ اس سے بہتر انداز تم بتا دو وہ اپنا لیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرو کتاب اللہ سے ثابت کرو نبی علیہ السلام کی سنت سے سلف صالحین سے ثابت کرو تو ہم فرشتے تو نہیں ہیں ہم بھی انسان ہیں ممکن ہے ہم سے غلطی ہو رہی ہے اور دوسرا ثابت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے اللہ کا حکم یہ ہے تو وہ غلطی چھوڑ دینی چاہئے تسلیم کرنی چاہئے کہ مجھے دھوکا لگا مجھ سے غلطی ہوئی اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اچھائی اپنا لینی چاہئے لیکن یہ کوئی دین نہیں ہے کہ میں خود بھی کچھ نہیں کرتا تم بھی کچھ نہ کرو چھوڑ دو یہ تو دین نہیں ہے اور جتنے معترضین ہوتے ہیں دیکھا ہے کہ ان کا اعتراض یہی ہوتا ہے کہ تم کیوں کرتے ہو اچھا نہ کروں تو کیا کروں کچھ بھی نہ کرو یہ تو کوئی جواب نہیں ہے یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے۔

رب العزت نے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر بڑا احسان کیا اپنی ذاتی کتاب عطا فرمائی اسوہ حسنہ عطا فرمایا اور دوام بخشا برکات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب تک سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم سے انوارات کی بارش چلتی رہے

برکت چلتی رہیں رحمتیں بٹتی رہیں اور نور دلوں پر برستا رہا یار ہم ہی بے نصیب ہیں کہ اپنے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے پھیر کر دنیا کے کتوں کی طرف دنیا کے اقتدار اور وقار کی طرف اور دنیا کی آلائشوں کی طرف کرلیں ہرگز نہیں۔ اللہ ہماری توبہ قبول فرمائے ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور زندہ رکھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں موت دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حشر کرے تو اپنے بندوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے غلاموں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں یہی سربلندی ہے اور یہی سرفرازی ہے ایک مومن کے لئے ایک مسلمان کے لئے ایک انسان کے لئے حقیقی انسانیت ایمان سے نصیب ہوتی ہے اور مومن صحیح معنوں میں انسان ہوتا ہے۔

بقیہ :۔ تم کون ہو

ووٹ دینے والے مسلمانو! تمہارے جنازے پڑھنے سے انکار کر دیتا تمہارے مردوں کو غسل دینے سے انکار کر دیتا تمہارے نکاح پڑھنے سے انکار کر دیتا اور تمہیں کہتا جاؤ اس سیاست دان کو بلا کر لاؤ جس نے باپ کا جنازہ نہیں پڑھا تمہارا آ کر پڑھے گا۔ لیکن کاش علماء میں بھی اتنی جرات ہوتی۔ ہم تو اسلام کے خلاف ووٹ دے جاتے ہیں مولوی ہمارے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ مولوی نے وہ طرز حیات ہی چھوڑ دیا جو محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا۔ مولوی بھی مزدوری کرتا تو آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا اور دیکھتا کہ اصل اسلام کی رسوائی کا سبب میں ہوں میرے پیر بھائی ہیں اور میرے ساتھی ہیں۔ کاش ہم میں بھی جرات رندانہ ہوتی ہم بھی اپنے دست و بازو کو استعمال کرتے اور شاید اب کرنا پڑے گا کرنا ہو گا اور بتانا ہو گا لوگوں کو۔

ویزا پراسیسنگ کروانے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں،

INTERNATIONAL
AL-AROOJ

العروج انٹرنیشنل اوورسیز ایمپلائمنٹ پروموٹرز

لائسنس نمبر LHR : ۱۵۵۹

اکال والا روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ (پاکستان)

منیجنگ ڈائریکٹر: حفیظ الرحمن

فون آفس: ۰۴۶۲-۲۵۲۰
۵۱۵۵۹
فیکس: ۵۱۵۵۹

تم کون ہو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔

بزرگان محترم برادران گرامی عزیز القدر بچو! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کا احسان ہے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن مجھے کچھ تھوڑا سا افسوس بھی ہوا۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ جلسہ انہوں نے مسجد میں رکھا ہے۔ میرا آپ کے ساتھ مسجد میں ملاقات کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ میرا ملاقات کرنے کا ارادہ سر بازار تھا۔ سر میدان تھا۔ کھلی فضا ہوتی جی بھر کے باتیں کرتے اور میں ان بھائیوں سے بات کرنا چاہتا تھا جو مساجد میں نہیں آتے۔ ان لوگوں سے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بتاتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو کلمہ اسلام پڑھتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو مرنے پر علماء کو بلاتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو غسل مولویوں سے دلواتے ہیں۔ ان لوگوں سے جو جنازہ مولویوں سے پڑھاتے ہیں۔ اور ان لوگوں سے بات کرنا چاہتا تھا جو دیگیں مرنے کے بعد پکاتے ہیں اور دنیا بھر کے علماء کو اور مدرسوں کے طلباء کو بلاتے ہیں۔ آج سر بازار ان سے بات کرنے کو جی چاہتا تھا۔ مجھے افسوس ہے اس بات کا کہ مجھے دوستوں نے گھیر گھار کر مسجد میں بند کر دیا۔ مسجد کا اپنا ایک مقام ہے ایک احترام ہے۔ ایک جائے ادب ہے اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ۔

مسجد میں جو داخل ہو اسے چاہئے کہ وہ میری عظمت سے لرزاں و ترساں کانپتا ہوا داخل ہو اور میری بارگاہ میں سر نگوں ہو کر کھڑا ہو یہ اللہ کا دربار ہے یہاں اونچا سانس لینے کی جرات نہیں ہوتی یہاں کھل کر بات نہیں کی جا سکتی۔ میرا بات کرنے کا پروگرام تھا ان لوگوں سے جو سگریٹ پی رہے ہوتے' جنہوں نے جوتے پہن رکھے ہوتے' جو اپنی گپیں لگا رہے ہوتے' جو بازار میں آزادانہ گولیاں چلا رہے ہوتے' جو پٹاخے چھوڑ رہے ہوتے۔ ہم بھی ان سے بات تو کرتے۔ آخر ہمارے اور ان کے درمیان وہ رشتہ ہے جو سب سے زیادہ مضبوط ہے جس کی پرسش میدان حشر میں بھی ہو گی۔

نسبی رشتے دنیا کے لئے ہیں اور ایمان کے رشتے ابدالاباد کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔ ہمارا ایک دوسرے پر حق بنتا ہے۔ ہم کھلے دل سے ان کی باتیں سنتے ان کے طعنے سنتے ان کے گولے اور ان کی گولیاں برداشت کرتے اپنی بات بھی تو ان سے کرتے انہیں یہ تو بتا جاتے کہ جس بات پہ تم

کرتے چلے رہے ہو یہ جنازہ کس کا ہے۔ آج نرسیما راؤ نے کہا ہے کہ مجھے خوشی ہوئی کہ اسلام پسندوں کو پاکستان میں شکست ہوئی اب کشمیر پر بھی بات ہو سکے گی اور کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ آج امریکن پریس نے کہا ہے۔

The people of Pakistan has rejected the Religion in politics.

پاکستان کے رہنے والوں نے اسلام کو سیاست سے نکال باہر کیا ہے۔ REJECTED کا لفظ استعمال کیا انہوں نے۔ میں تو ہلکا سا لفظ کہہ رہا ہوں نکال دیا ہے۔ نکال دینا اور شے ہے اور انگریزی میں جسے REJECT کرنا کہتے ہیں وہ بڑا توہین آمیز ہے جیسے دھتکار دیا گیا ہو اس کا ترجمہ اگر کیا جائے اردو میں تو دھتکار دیا گیا۔

جو حکومت آپ نے بنائی ہے اللہ آپ کو مبارک کرے اور اللہ کرے آپ کی امیدوں پہ پوری اترے۔ ہم تو وہ مجرم ہیں جو سن چھیاسٹھ سڑسٹھ سے گردن زدنی ہیں اور ابھی تک اپنے اس جرم میں سرگرداں ہیں اور انشاء اللہ العزیز خاتمہ بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا پر ہو گا۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فلسفہ حیات کے خلاف کسی اور فلسفے سے وفا کی کوئی توقع ہماری ذات سے کسی کو نہیں ہو گی۔ انشاء اللہ۔ ہم تو وہ پاگل ہیں جنہیں کوئی خریدنے بھی نہیں آتا۔ ایک بات کی مجھے خوشی بھی ہوئی خوشی اس بات کی ہوئی کہ شکوہ لوگوں سے ہی نہیں ہے میرا شکوہ علماء حضرات سے ہے لوگ خواہ کسی پارٹی میں چلے جائیں وہ جنازہ مولوی صاحب سے پڑھاتے ہیں۔ وہ مردہ نہلانے کے لئے مولوی صاحب کو بلاتے ہیں۔ ان کا بیٹا ہو جائے اذان کہنے کے لئے مولوی صاحب کو بلاتے ہیں۔ ان کے نکاح بیٹی بیٹے کا ہو اس کے لئے مولوی صاحب کو بلاتے ہیں۔ ووٹ مولوی صاحب کو کیوں نہیں دیتے۔ میرا خیال ہے قصور لوگوں کا نہیں ہے قصور علماء حضرات کا بھی ہے کہ جن جن کاموں میں انہوں نے اپنے آپ کو ثابت کر کے منوا لیا کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں اس کے لئے تو سارا ملک ان کے دروازے پہ جاتا ہے اور کہتا ہے تشریف لایئے یہ کام کیجئے۔ علماء نے فیلڈ کو ساری عمر سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اس طرف گئے ہی نہیں اسے شجرہ ممنوعہ سمجھ لیا کسی نے پوچھا تو اس پر فتویٰ دے دیا اور علماء نے عملاً ثابت کر دیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازی کو کون نہیں جانتا۔ تقسیم ملک کی تحریک جب چل رہی تھی تب سے وہ سیاست میں ہیں اور ساری عمر سیاست ہی میں گزار دی۔ شادی تک نہیں کی۔ اللہ کا بندہ واحد لا شریک سیاست ہی کے ساتھ رہا۔ لیکن زندگی میں ایک دفعہ آخری عمر میں آ کر وزیر بنا۔ اپنے علاقے کے لوگ بھی چھوڑ گئے گویا ان کے لئے مس فٹ ہی رہا کتنے دوسرے دنیا دار لوگ بھی تیرہ دفعہ وزارت میں گئے پھر حکومتیں ٹوٹیں پھر میدان میں آئے۔ پھر جیت کر چلے گئے۔ آخر مولویوں میں سے ایک بندہ وزارت میں آیا اور اس کے اپنے علاقے کے لوگوں نے بھی اسے کیوں چھوڑ دیا؟ کوئی قصور تو مولانا میں بھی ہو گا۔ میں نہیں کہتا کہ وہ دیانت دار آدمی نہیں ہے لیکن ان کے نام پر جو کھیلے ہوئے انہیں دیکھ کر شرم آتی ہے۔ جن لوگوں نے ان کا نام بیچا جن لوگوں نے ان کے نام پر پورے علاقے کو پریشان کیا۔ آخر وہ کس کے کھاتے میں جائے گا؟ ذمہ دار تو وہی تھے۔

وہ فیصل غفور صاحب چند دن کے لئے منسٹر بنے اس کے بعد کبھی اسمبلی میں نہیں آ سکے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر مولانا میں سے کوئی بندہ منسٹر بنا تو پھر وہ دوبارہ نہیں آ سکا۔ کیوں نہیں آ سکا۔ شاید اس لئے کہ اس نے اس منصب کا حق ادا نہیں کیا۔ وہاں یہ ثابت نہیں کر سکے کہ ہم یہ کام بھی کر سکتے ہیں۔

آج اگر اسلام کو دیس نکالا مل رہا ہے تو اس کا ذمہ دار یہ پٹاخے چلانے والا نہیں ہے مولوی صاحب ہے۔ وہ مولوی صاحب جنہیں تانگہ چلانا نہیں آتا۔ وہ مولوی صاحب جن سے گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوتی وہ مولوی صاحب جو کبھی

کتاب کا انتساب نہیں پڑھ سکتے وہ مولوی صاحب جو کسی قانون سے واقف نہیں ہیں وہ مولوی صاحب جو عدلیہ میں کھڑے ہو کر بات نہیں کرسکتے جن کو ہم نے ٹیلی ویژن پر دیکھا کسی بھی پریس رپورٹر کو فیس نہیں کر سکے علماء۔ آخر کیوں؟ اور جب پلاٹ لینے والوں کی فہرست شائع ہوتی ہے تو بڑے بڑے مقدس نام وہاں بھی آ جاتے ہیں۔ تف ہے اس علیت پر، مولویت پر اور اس اسلام کی حاکیت پر جس کا ذمہ دار وہ شخص ہے جو ایک پلاٹ پہ بک جاتا ہے کسی مولوی نے اسلام آباد گھر تو نہیں بنایا پلاٹ تو سب نے لے لئے۔ بڑے بڑے مقدس نام فہرست میں موجود ہیں۔ تو مجھے شکوہ ان حضرات سے ہے جو ساری عمر ساری مخلوق کو اللہ کا نام بتاتے رہے اپنی ذات کے لئے اللہ پر اعتبار نہ کر کے۔ ساری دنیا کو یہ کہتے رہے۔

ہم چھوٹے تھے ہم نے ایک دفعہ تماشا دیکھا مداری کا۔ غالباً" چھٹی یا ساتویں میں پڑھتا تھا میں۔ تماشا ہو رہا تھا یہاں سرگودھا شہر میں بہت لوگ جمع تھے۔ اس وقت اس طرح کے سینما وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ یہی ہوتا تھا گلیوں میں تماشے ہوتے تھے۔ تماشا ہو رہا تھا۔ ہم بھی دیکھ رہے تھے تو اس میں ایک آئیٹم یہ بھی تھا کہ اس نے ایک چھوٹی سی لکڑ نکالی۔ چٹکی لی مٹی کی وہ مٹھی میں رکھی اس پر پھیری کوئی انٹ شنٹ الفاظ منہ سے ادا کئے اس نے کھولا تو اس وقت چاندی کا روپیہ ہوتا تھا۔ اس کے دوپڑ ہوتے تھے۔ تو وہ بڑا دوپڑ کا اتنا بڑا روپیہ تو دماغ گھوم گیا اپنا بھی۔ یار یہ بڑا کمال کا آدمی ہے اس نے اتنی سی مٹی سے روپیہ بنا لیا۔ اس وقت روپیہ بہت بڑی بلا ہوتی تھی۔ روپیہ ملتا نہیں تھا لیکن جب وہ سارا سین ختم ہوا تو اس نے چادر بچھائی اور اس وقت روپے آنے کوئی نہیں مانگتا تھا۔ اس وقت پیسے کے بھی دو دھیلے ہوتے تھے۔ ہمیں گھر سے ایک پیسہ ملا کرتا تھا۔ اور ہم آدھے پیسے کی مونگ پھلی کھایا کرتے تھے۔ سکول شروع ہونے سے پہلے اور دھیلا واپس لے لیتے تھے دکاندار سے کہ تفریح ہو گی تو دھیلے کی پھر لیں گے اور وہ ہم سے ختم نہیں ہوتی تھی تین پائیاں ہوتی تھیں پیسے کی دو دھیلے ہوتے تھے اور وہ پائیاں اور دھیلے ہم خرچہ کرتے تھے۔ تو بڑی حیرت تھی کہ بڑا با کمال آدمی ہے اس نے تو روپیہ بنا دیا لیکن جب ختم ہوا اس نے چادر بچھائی اس نے دھیلا دھیلا مانگنا شروع کیا تو وہ سارا بھرم ٹوٹ پھوٹ گیا کہ یار یہ بھی کوئی فراڈ ہی تھا۔ اس سے روپیہ بنتا تو دھیلے کیوں مانگتا۔

آج ہم نے، دین کے ورثاء نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں نے روزی کمانا چھوڑ دیا۔ لوگوں کو جنت بانٹ کر ہم دامن پھیلا دیتے ہیں کہ ٹکا ٹکا روپیہ روپیہ شام کے کھانے کے لئے دے دو۔ وہ تو جن کو گھنٹہ بھر بیٹھ کر ہم سمجھاتے ہیں یہ کرو جنت ملے گی یہ کرو اللہ ملے گا یہ کرو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے گا۔ ان کے سامنے جب ہم جھولی پھیلاتے ہیں تو اسی مداری کی طرح وہ زبان سے نہ بولے وہ دل میں یہ کہتے ہیں کہ یہ مداری کا کھیل ہے مجھے جنت بانٹ رہا ہے اپنی دال کے لئے پیسے مانگ رہا ہے۔ خود جنت سے کیوں نہیں کھا لیتا۔ خود جنتیوں کی طرح کیوں نہیں کما لیتا۔ خود اہل جنت کا عمل کیوں نہیں کرتا خود اپنے آپ کو اپنے اللہ کے سامنے کیوں نہیں لے جاتا مجھے کہتا ہے اللہ سے مانگو خود مجھ سے مانگتا ہے تو شکوہ مجھے اپنے آپ سے ہے اپنے ہم درس ہم سبق ساتھیوں سے ہے اور انہی گستاخیوں پر علماء مجھے بھی کافر کہتے ہیں۔ چونکہ ہمارے علماء کے پاس صرف ایک جواب ہے۔ کوئی معقول بات پوچھ لو تو کہتے ہیں یہ کافر ہو گیا اسے کسی دلیل سے کسی منطق سے کسی طریقے سے سمجھانے کی کوشش نہیں کی جاتی جس کا نتیجہ آج یہ ہوا کہ آج نرسیما راؤ بھی بیٹھا ہوا کہتا ہے کہ اسلام کو چھٹی ہوئی پاکستان سے۔ چلو یہ بلا تو ٹلی۔

اور عجیب بات ہے میں پڑھ رہا تھا انگریز وائسرائے اور انگریز گورنر کی تحریرات جو آپس میں ہوتی تھیں تو گورنر کو وائسرائے لکھتا ہے کہ تم کچھ پیسے دے کر اس فقیرا یپی کو اس بات پر آمادہ کر لو کہ اب ورلڈ وار شروع ہو گئی ہے

اور جرمن اور اٹلی بڑے ظالم ہیں اور وہ کافر ہیں اور انگریز تو پھر اہل کتاب ہے تو کم از کم خدا کو تو مانتا ہے تو تم اس کے ساتھ کیوں لڑ رہے ہو اسے چھوڑ دو کہ یہ ان کے ساتھ تو لڑے تو گورنر بڑے دکھ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں سارے حیلے کر چکا ہوں یہ بندہ نہ رعب میں آتا ہے نہ دولت سے خریدا جا سکتا ہے مجھے اس سے بچانے والی کوئی طاقت نظر نہیں آتی جو مجھے اس سے بچا سکے کہاں گئے وہ لوگ یار۔ کیسے لوگ تھے کیا بندے تھے۔ ایک بندے نے جہاد کا آغاز کیا اور مرتے دم تک جب وہ معذور ہو چکا تھا اسے سٹریچر پر اٹھا کر پھرا کرتے تھے۔ تب تک اس کی صلح نہیں ہوئی تھی وہ باقاعدہ جہاد کر رہا تھا۔ ملک تقسیم ہو گیا۔ پاکستان بن گیا تو اس نے کہا میں نے اپنی منزل پا لی ہے اب اللہ ان لوگوں سے پوچھے گا کہ یہ اسلام نافذ کرتے ہیں یا نہیں وہ اس وقت آخری دموں پر تھا۔

آج بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں حضرت نے بھی پیسے لے لئے فلاں مولوی صاحب بھی بک گئے فلاں مولوی صاحب نے پیسے لے لئے قاضی حسین احمد صاحب بھی کروڑوں روپے لے لئے۔ مولانا فضل الرحمان نے بھی پیسے لے لئے۔ یار یہ لوگ کیوں کہتے ہیں؟ سارے لوگ ہی جھوٹے ہیں؟ یا ہمارے کریکٹر میں وہ دراڑیں پڑ گئی ہیں کہ ہم میں کوئی فتور آ گیا ہے، ہم میں کوئی قصور آ گیا ہے؟ ہم میں کوئی کمی آ گئی ہے۔ ایک اور بات میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں دنیا کا کوئی جھوٹ خالی جھوٹ نہیں ہوتا۔ نیچے کوئی بات ہوتی ہے اس پر بہت سا اوپر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے۔ اگر اس پہاڑ کو ہٹایا جائے تو کوئی نہ کوئی اس میں سے ریزہ مل جاتا ہے جس پر رائی کا پہاڑ تحریر کیا گیا ہو۔ کہیں تو کوئی رائی ہمارے دامن کے ساتھ ہے جس پر پہاڑ بنائے جاتے ہیں۔

لیکن کیا یہ پوچھنے کا حق آپ مجھے دیں گے کہ اسلام صرف مولوی کا ہے کیا؟ اسلام کا ذمہ دار صرف مولوی ہے؟ اسلام صرف پیر صاحب کا ہے؟ اسلام صرف مذہبی لیڈروں کا ہے؟ اسلام صرف سیاست دانوں کا ہے؟ یا اسلام ہر مسلمان کا ذاتی ہے؟ ہر مسلمان کا ذاتی تعلق ہے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہر مسلمان کا ذاتی رابطہ ہے اللہ جل شانہ کی ذات بابرکات کے ساتھ اور اللہ کی کائنات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس بندے کو جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت پر لبیک کہا اسے اپنے برابر کھڑا کر کے اللہ کے روبرو جھکنے کا حکم دیا

اور کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا منصب یہ بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کی بات تم تک پہنچانا کہ اللہ کس بات پہ راضی ہے کس بات پہ خفا ہے اللہ کی ذات کیا ہے اس کی صفات کیا ہیں۔ اس کا طریقہ عبادت کیا ہے وہ کس چیز کو حلال قرار دیتا ہے کس کو حرام قرار دیتا ہے یہ میرا منصب ہے۔ لیکن تم پوجا کس کی کرو گے۔ تو لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آنے والے کو اللہ کے روبرو کھڑا کیا۔ ہر بندے کا ذاتی مذہب تھا اور ہر مسلمان کا ذاتی مذہب ہے ہر مسلمان کے اپنے ذمے ہے کہ وہ اپنے ضمیر سے سوال کر کے پوچھے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی وفا کر رہا ہے۔ آپ کے ملک میں بے شمار تحریکیں چلیں تحریک ختم نبوت غلام احمد قادیانی کے اعلان نبوت کے ساتھ چلی اور سینکڑوں لوگوں نے ہزاروں لوگوں نے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں۔ بڑے بڑے علماء کی عمریں اس میں کھپ گئیں اور بڑے بڑے نوجوانوں کا خون بہا لوگ اسی ملک میں فوج کے ٹینکوں تلے کچلے گئے۔ اسی ملک میں ان کے سینے گولیوں سے چھلنی ہوئے اور پھر اسی ملک میں انہیں اقلیت قرار دے دیا گیا۔ لیکن صرف کاغذوں میں حکومت وہ کرتے ہیں اور جب آپ ووٹ دیتے ہیں انہی کو دیتے ہیں حکومت پھر انہی کی بنتی ہے تو کیا فائدہ ہوا کاغذوں میں انہیں اقلیت قرار دینے کا۔

اس ملک میں ڈنکے کی چوٹ ہر چوک ہر گلی میں لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہا ہر گلی ہر

چوک میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کیچڑ اچھالا گیا نبی علیہ السلام کی بیٹیوں پر نبی علیہ السلام کی بیویوں پر نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات پر امت کی ماؤں پر کیچڑ اچھالا گیا۔ آپ نے ان لوگوں کو ملک کی باگ ڈور سونپ دی۔ آپ نے ان لوگوں کو ملک کی قیادت سپرد کر دی میں سر بازار کہہ رہا ہوں آپ کا سپیکر قومی اسمبلی کا آپ کی قومی اسمبلی کا ڈپٹی سپیکر آپ کی وزیر اعظم اس کی ماں اس کا بھائی اس کا شوہر اور اس کے سارے دوست سارے کے سارے وہ ہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہتے ہیں۔ کیسے مسلمان ہو تم؟ کونسا اسلام ہے آپ کے پاس؟ کس اسلام کی پاسداری کر رہے ہو۔ اسی اسلام پر گولیاں چلا رہے ہو کس اسلام کے پاسداری کا اعلان کرتے ہو۔ کیا کرے گا اللہ کریم تمہاری نمازوں کو اور کونسا ستون دے رکھا ہے اور یہ بے ذوق سجدے کر کے تم نے کیا دیا اسلام کو۔ کیا رکھا ہے اس مسلمانی میں۔ سمجھائیے مجھے۔ کیا آپ نہیں جانتے یہ صرف میں جانتا ہوں کون نہیں جانتا اور جو جانتے ہیں انہوں نے کیا کیا ہے۔

آیئے میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ بتاؤں۔ مکہ مکرمہ میں یہود اور نصاریٰ کے علماء کی ایک میٹنگ ہوئی۔ یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو مکے کے مشرک جو تھے انہیں ان علمی باتوں سے سروکار نہیں ہوتا تھا وہ لڑنے مرنے والے لوگ تھے اور پتھر کا ایک ایک بت بنا کر اسے لیے پھرتے اور کہتے تھے ہمارے لئے یہ کافی ہے۔ خدا پاس ہے بس بات ختم۔ جب بات علم کی آئی جب بات وحی الٰہی کی آئی اور اس پر اعتراض کرنے پڑے تو انہیں ضرورت پڑی کہ کوئی مذہب کو جاننے والے لوگ ہوں۔ اور مذہب کو جاننے والے یہود کے علماء تھے یا نصاریٰ کے علماء تھے۔ تو مدینہ منورہ میں یہودیوں کے بڑے بڑے عالم تھے۔ عیسائیوں کے کلیسا تھے عرب میں جگہ جگہ وہ عیسائی علماء کے پاس جاتے یہودیوں کے پاس جاتے قرآن حکیم میں وہ آیات موجود ہیں جو سوال علمائے یہود نے مشرکین کو سکھائے انہوں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے اور وحی الٰہی سے ان کے جوابات دیئے۔ جب ان کے بھی جوابات آگئے تو انہوں نے کہا بھئی یہ تو عجیب بات ہے کہ ہم کوئی بڑے سے بڑا اعتراض بنا کر روح کے بارے زمین کے بارے آسمان کے بارے اصحاب کہف کے متعلق کوئی بات کرتے ہیں تو یہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ کا نبی علیہ السلام ہے۔ اللہ اسے ساری بات بتا دیتا ہے وہ ساری بات میدان میں آجاتی ہے اس کا کیا کیا جائے۔ انہوں نے یہ طے کر لیا اور یہ باقاعدہ معاہدہ ہوا کہ اہل علم ہم ہیں ہر تحریک کو علماء کی، اور اہل علم کی، مقررین کی، باتیں کرنے والوں کی، بات پہنچانے والوں کی ضرورت پڑتی ہے آؤ ہم آپس میں معاہدہ کریں کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ تعاون نہیں کرے گا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانے گا۔ ہم میں سے کوئی اس دین کی ذمہ داری نہیں لے گا۔ ہم اس میں نہیں آئیں گے۔ جاہل کیا کریں گے۔ جنہیں آتا جاتا کچھ نہیں، جو بیان نہیں کر سکتے، تقریر نہیں کر سکتے، بات نہیں سمجھا سکتے، بات سمجھ نہیں سکتے، آخر وہ کریں گے کیا۔ اللہ ایسا قادر ہے کہ وہ علمائے یہود و نصاریٰ ماسوائے چند مخلصین کے جو ان کی اس میٹنگ میں شامل نہ ہوئے اور محض گنتی کے نام تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ایسے تین چار اور باقی سارے کے سارے اللہ کریم نے انہیں دکھایا کہ تم گوشوں میں بیٹھے رہو گے اور ان عرب کے صحرائی چرواہوں کو میں وہ علم دوں گا اور ان کے سینے اس طرح روشن کروں گا۔ کہ روئے زمین کی انسانیت کو جہاں بانی کا سبق سکھا دیں گے اللہ نے یہ ثابت کر دیا کہ علم دینا اس کی قدرت میں ہے اس کے دست قدرت میں ہے اور جو مدرسوں میں نہیں جا سکے تھے انہیں سینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم کے وہ خزانے ملے کہ دنیا کو سیاست بھی، سائنس بھی، ٹیکنالوجی بھی، اور طریق حکومت بھی انہوں نے دیا۔ آج بھی دعوے سے کہا جا سکتا

ہے کہ جو طرز حکومت خلافت راشدہ میں خصوصاً" سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضع کیا تھا آج تک کوئی مائی کا لال اس پر اضافہ نہیں کر سکا۔ آج بھی جتنے آپ کو یہ طریقے ملتے ہیں اس کا نام جمہوریت رکھ لیں شہنشاہیت رکھ لیں سوشلزم رکھ لیں یہ حصول اقتدار کے ازم ہیں ملک کو چلانے کا طریقہ آج بھی وہی ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین حصے معلوم دنیا کو دیا تھا کہ ملک کا ایک حکمران ہو اس کے دست و بازو ہوں اس کے گورنر ہوں ایک فوج ہو ایک سولین پولیس ہو ایک عدلیہ ہو ملک کو صوبوں میں بانٹا جائے صوبوں کو ضلعوں میں بانٹا جائے ضلعوں کو تحصیلوں میں بانٹا جائے عدالتیں بنائی جائیں پولیس بنائی جائے چھاؤنیاں بنائی جائیں یہ سارا سٹرکچر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا ہوا ہے آج تک کوئی مائی کا لال اس سے ہٹ کر نیا طرز حکومت پیش نہیں کر سکا اور جب صحابہ نے یہ طریق حکمرانی پیش کیا تو اس سے پہلے آپ جانتے ہو طرز حکومت کیا تھا؟ ایک بادشاہ ہوتا تھا جو کہتا تھا قانون تھا۔ اس کے نیچے اس کے گورنر ہوتے تھے اپنے علاقے میں جو گورنر کہہ دیتا وہ قانون ہوتا تھا گورنر کے آگے صوبیدار ہوتے تھے۔ صوبے کا قانون صوبیدار کا کہا ہوا حکم ہوتا تھا ہر گاؤں کا ایک سردار ہوتا تھا اس گاؤں کا قانون سردار کی زبان ہوا کرتی تھی کوئی نظام نہیں تھا پوری دنیا کی حکومتوں میں سوائے اس کے۔ مسلمان وہ لوگ تھے جنہیں علمائے یہود و نصاریٰ نے انپڑھ اور جاہل کہا انہوں نے پوری دنیا کو طرز حکمرانی دے دیا اور آج جو آپ کو فنڈا میشالسٹ کہتے ہیں مغرب والے۔

میں پڑھے لکھے طبقے پر سوال کرتا ہوں۔ کیا آپ کی نظروں میں نہیں ہے کہ جب مسلمان سائنس دان ایجادات کر رہے تھے تو وہ سائنسی ایجادات جب یورپ میں پہنچیں تو یورپ نے اپنے اس بنیاد پرستی کے نام پر تحریک چلائی کہ اپنے فنڈا میشالزم کو بچاؤ یہ جادوگر ہیں اور مسلمانوں سے جادو سیکھ کر آ رہے ہیں۔ سائنس دانوں کو قتل کیا گیا۔ گلوٹین کے نیچے دیا گیا اور زندہ جلائے گئے جادوگر کہہ کر سائنس دان وہ تھے جو مسلمانوں کی سائنسی تحقیقات سے اتفاق کرتے تھے۔ ان کے خلاف انہوں نے بنیاد پرستی کی بنیاد پر پورے یورپ میں تحریک چلائی کہ اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی بنیاد کو بچاؤ اور یہ مسلمانوں سے جادو سیکھ کر آ رہے ہیں انہیں سولی پہ لٹکا دو۔ یار ۱۹۱۸۔۱۹۱۹ میں امریکہ ویسٹ امریکہ میں یہ تحریک چل رہی تھی کہ فنڈا میشالزم کو بچایا جائے اور یہ جو سائنسی ایجادات والے ہیں ان کو قتل کیا جائے اس بیسویں صدی میں WISE AMERECA اور یورپ والوں کو THE CAVE MAN ہسٹری میں لکھتے ہیں تاریخ میں لکھے ہیں غاروں کے باسی جنگلی درندے۔ جب بغداد کی سڑکیں پختہ تھیں پیرس کی گلیوں میں گھٹنوں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا۔

یہ تو انہوں نے مسلمانوں سے سیکھا یہ سر جوڑ کے بیٹھے انہوں نے کہا یہ صحرا سے مٹھی بھر لوگ اٹھے روئے زمین پر چھا گئے اس کی وجہ کیا ہے اس کے اصول کیا ہیں اس کے طریقے کیا ہیں آج باوجود کفر کے انہوں نے وہ انداز اپنائے ہوئے ہیں اور یاد رکھئے ہر فعل کے دو اجر ہوتے ہیں ایک فوراً" جو دنیا میں ملتا ہے ایک وہ جو دائمی اور ابدی اور آخرت میں ملے گا۔ ہم کھانا کھاتے ہیں اس سے بھوک بھی مرتی ہے اگر وہ صحت افزا ہے تو اس سے صحت بھی ہوتی ہے۔ کافر کو بھی یہ ملتا ہے اس کا بدل اور مومن کو بھی ملتا ہے لیکن وہ حلال ہے یا حرام اس پر ثواب ہو گا یا عذاب یہ آخرت میں دیکھا جائے گا کہ کھانے والے نے شکر کیا یا کفر کیا مومن ہے یا کافر ہے یہ دوسرا نتیجہ ہے۔ اسی طرح ہر عمل پر نتیجہ ملتا ہے آپ یہ دیکھ لیجئے کیا یہ حقیقت نہیں کہ یورپ میں جہاں فری سیکس سوسائٹی ہے جنس پر کوئی پابندی نہیں الکوحل فری سوسائٹی ہے شراب پر کوئی پابندی نہیں لیکن جب ان کا کوئی وزیر یا گورنر یا صدر جنس یا شراب میں ملوث ہوتا ہے اسے مستعفی ہونے پہ مجبور کر دیتے ہیں۔ یعنی پورا ملک بدکاری کر سکتا ہے لیکن حکومت کا

سربراہ یا وزیر یا گورنر یا صدر نہیں کر سکتا یہاں اچھا بھلا نیک انسان اسے مسجد سے اٹھا کر منسٹر بنا دو شراب پینے لگ جاتا ہے اچھا بھلا شریف آدمی ہوتا ہے اسمبلی میں جاتا ہے بدمعاش ہو جاتا ہے ناجائز مراعات بھی لے لیتا ہے اکیس ارب روپے بارہ کروڑ انسانوں کے سال کا بجٹ ہے اور بیاسی ارب صرف اسی بندے کھا گئے جن لوگوں کو آپ نے پھر حکومت دی ہے۔ ان میں سے اسی آدمی بیاسی ارب روپیہ کھا گئے جب کہ اکیس ارب روپیہ بارہ کروڑ ان مسلمانوں کے سال کا بجٹ ہے۔ کتنے دیانت دار کتنے پر خلوص کتنے صالح لوگوں کو منتخب کرتے ہیں آپ۔ کہ ایک دفعہ اسمبلی بنی تو ملک کے صدر نے کہا یہ سارے چور ہیں اس نے توڑ دی پھر دوسری بنی صدر مملکت نے کہا سارے چور ہیں اس نے توڑ دی سارے لٹ پٹ کر واپس آئے آپ نے پھر وہاں بھیج دیا یار جاؤ حکومت کرو خدا کے لئے۔ یہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں آپ اور بڑی ملک کے ساتھ ہمدردی ہے آپ کو بڑی دین داری اور بڑی شرافت کا ثبوت میں اور آپ دے رہے ہیں۔ مجھے بتایئے کتنے نئے چہرے بھیجے آپ نے۔ کتنے لوگوں کو بغیر موٹروں پر چڑھے ووٹ دیئے آپ نے۔ کتنے لوگوں سے بغیر نفع کی امید اور بغیر لالچ کا تعاون کیا آپ نے۔ کسی بندے کو اللہ کے لئے اللہ کے دین کے لئے اللہ کے رسول کے دین کے تعاون کے لئے آگے بھیجا یار سب نے اللہ کو تو رکھ دیا طاق میں۔
ہر ایک کی امیدیں اپنے ایم این اے سے اپنے ایم پی اے سے وابستہ ہیں اور پاکستان کا ہر شہری یہ سوچتا ہے کہ میں جرم کروں گا یہ مجھے تھانے چھڑانے جائے گا خدا کا خوف کرو۔ کیا پاکستان میں ووٹ دینے کی بنیاد اس کے علاوہ کچھ ہے؟ مجھے کوئی نظر نہیں آئی۔ میں نے دیہات میں انپڑھوں سے عام آدمیوں سے مل کر پوچھا کیوں ووٹ دے رہے ہو "یہ ہماری کوئی بات سنے گا ہمارے ساتھ پولیس تک جائے گا" تو کیا آپ نے ضرور جرم ہی کرنا ہے آپ نے یہ طے کر لیا ہے کہ میں جرم ہی کروں گا تو پھر آپ مسلمان بھی ہیں اس ارادے کے ساتھ؟ وہ دعویٰ ایمان وہ دعویٰ اسلام وہ سلامتی کا دین اللہ کی اطاعت وہ حلال و حرام کے قصے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد غلامی وہ تیس پارے قرآن وہ صحاح ستہ کے بنڈل کتابوں کے وہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اسوہ حسنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سارا کیا ہوا یہ سب فسانہ آزاد تھا کوئی اس کی حقیقت ہے؟ ہے کوئی اس کو ماننے اور چاہنے والا آج بھی ہے کوئی ایسا جس کے دل میں آج بھی یہ درد اٹھے کہ میں انپڑھ سہی میں جاہل سہی لیکن میں کروں گا وہ جو اللہ کا اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا۔

مولوی سے اوپر چلے جاؤ پیر صاحب سے اوپر چلے جاؤ تمہارے لئے تمہارا مولوی تمہارا پیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس ایک سے تو وفا کر جاؤ۔ مولوی صرف وہ مولوی ہے جو ہمیں اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اللہ کی بات بتائے پیر وہ ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتائے ہمیں روزی کمانے کے لئے اللہ نے ہاتھ پاؤں اور عقل و شعور دیا ہے پیروں کی ضرورت نہیں ہے صحت و بیماری کا ایک نظام ایسا ہے جس میں انبیاء علیہم السلام بھی مبتلا ہوتے ہیں پیر کسی کو چھڑا نہیں سکتے پیر خود بھی بیمار ہوتے ہیں جو خود بیماری سے گزرتا ہے وہ دوسرے کا علاج کیا کرے گا۔ میرے نام کے ساتھ بھی پیر لکھتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں یہ بیماری چھڑا دے گا۔ کوئی مجھ سے کہے میں کہتا ہوں میرے ساتھ تبدیل کر لو اگر ممکن ہے تم بھی رج جاؤ گے۔ جتنے امراض مجھے ہیں اور جب مجھے خود اتنے لاعلاج امراض ہیں تمہارا میں کیا کروں گا۔ میاں! اللہ کا نام پوچھو اللہ کی بات پوچھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پوچھو میں حاضر ہوں صحت و بیماری کی بات اس سے کرو جس نے وجود دیا ہے جان دی ہے وہ صحت و بیماری بھی دینے پر قادر ہے ان چکروں سے نکلو اپنے آپ کو بندے کی غلامی سے چھڑاؤ۔

میرے بھائی! آج ہمارے پاس اسلام اپنا نہیں ہے میں کہا کرتا ہوں دوستوں سے کہ میرے ساتھ ایک بریف کیس ہے وہ میرے کمرے میں رکھا ہے آپ یہاں مجھ سے پوچھیں میں اس کا رنگ اس کے لاک کے نمبرز اس میں کپڑے کتنے ہیں پیسے کتنے ہیں پاسپورٹ ہے یا نہیں میرا اڈنٹی کارڈ ہے یا نہیں اس میں کیا ہے کیا نہیں ہے ایک ایک چیز کی فہرست بتا دوں گا وہ میرا ہے۔ لیکن میرے پاس ایک بیگ ہے جو میرے بیٹے کا ہے میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ یہ بیگ ہمارا ہے یہ میرے بیٹے کا ہے میری گاڑی میں رکھا ہے لیکن اس کے اندر کیا ہے یہ میرے بیٹے کو پتہ ہو گا مجھے نہیں پتہ۔ نہ میں نے اس میں چیزیں رکھی ہیں نہ کھول کے دیکھا ہے۔ ہے ہی اس کا ہمارے پاس جو اسلام ہے وہ ہمارا نہیں ہے ہمارے آباؤ و اجداد کا ہے پیر صاحب کا ہے مولوی صاحب کا ہے جب بات ہوتی ہے اسلام میں حلال کیا ہے حرام کیا ہے ان سے پوچھ کر بتائیں گے ان کا ہے نا ہمارا تو ہے نہیں اپنا ہوتا تو پتہ ہوتا حلال کیا ہے حرام کیا ہے جائز کیا ہے ناجائز کیا ہے فرض کیا ہے واجب کیا ہے اور کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا قرآن کا ارشاد کیا ہے اور سنت رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے اپنا ہوتا تو خبر ہوتی جب اس کی باری آتی ہے کہتے ہیں مولوی صاحب سے پوچھیں گے گویا یہ بریف کیس مولوی صاحب کا ہے بزرگوں کی یہ بات باپ نے یہ کہا تھا گویا یہ باپ کا مسئلہ ہے مولوی صاحب کا ہے پیر صاحب کا ہے تو اللہ تو ہم سے ہمارے اسلام کا حساب لے گا مولوی صاحب کے اسلام کا نہیں۔ میدان حشر میں مجھ سے اور آپ سے۔

یہودیوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد سے یعقوب علیہ السلام سے لے کر عیسٰی علیہ السلام تک نبوت آئی پے بہ پے نبی آئے اور نسل در نسل نبی آئے ہمارے سارے خاندان صحابی بن گئے ولی ہو گئے عالم ہو گئے ہمارے بزرگ بڑے نیک تھے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ کریم نے سادہ سا جواب دیا۔ فرمایا **تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ** یہ ایک جماعت تھی کچھ لوگ تھے ایک قوم تھی جو گزر گئی۔ **لَهَا مَا كَسَبَتْ** جو کچھ انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے **وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ** تم سے وہ پوچھا جائے گا جو تم کر رہے ہو تم اپنی بات کرو تم کیا ہو۔ تمہارے دامن میں کتنا حق ہے تمہارے عمل میں کتنی حقانیت ہے اور تمہارا اپنا تعلق رب العالمین سے کتنا ہے اس کی بات کرو مجھ سے بھی اور آپ سے بھی یہی پوچھا جائے گا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ ہمارا فلاں بندہ کیسا تھا۔ ہم کہتے ہیں ابو جہل دوزخ میں جائے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنت کا سردار ہے بات ختم ہو گئی بھائی ابوجہل دوزخ میں جائے گا اپنے کیے پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مراتب اپنی شان اللہ نے اسے خود دی ہے مجھ سے اور آپ سے تو میرا اور آپ کا حساب ہو گا کہ ہمارے دامن میں کیا ہے ہم نے کتنے سانس لیے اسلام کو زندہ کرنے کے لئے اگر ہم نے اسلام کو سیکھا ہی نہیں تو زندہ کرنا یا نہ کرنا کیسا؟ احیائے اسلام کا فلسفہ کس قسم کی بات ہے ایک آدمی موٹر چلانا سیکھتا نہیں وہ کہتا ہے میں بڑی سیف ڈرائیونگ کروں گا۔ بھئی کیسے کرو گے تم نے سیکھا ہی نہیں جو کام ہم نے سیکھا ہی نہیں اسے اچھے انداز میں کیسے کریں گے۔

تو میرے بھائی مجھ سے نہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کرو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سیکھنے کی کوشش کرو اور اگر مولوی ثابت نہیں کر سکا خود کو فیلڈ کا اہل تو آپ اپنے آپ کو تو اہل سمجھتے ہیں مولوی تو انجنیر بننے سے رہا۔ لیکن انجنیر کو مولوی بنتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ مولوی اگر آپ کا کام نہیں کر سکتا تو مولوی والا دین آپ پر سیکھنا فرض اور فرض کا سیکھنا فرض ہے واجب کا سیکھنا واجب ہے سنت کا جاننا سنت ہے اور مستحب کا جاننا مستحب ہے ضروریات دین سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے تو پھر آپ جو فیلڈ میں ہیں اگر آپ مولوی بن جائیں تو کتنی خوبصورت بات ہو گی اگر مولوی فیلڈ سے

ناکام ہے میں بھی مولوی ہوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے ووٹ نہیں مانگوں گا اور مجھے کسی اقتدار کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس بہت بڑی اقتدار ہے کہ جب میں بات کرتا ہوں میں اپنے رب کے حوالے سے کرتا ہوں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کرتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑا مقام و مرتبہ کوئی مجھے دے سکتا ہے کہ میں اللہ کی بات کروں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کروں اس سے بڑا مقام میری نظر میں کوئی نہیں۔ لیکن میں یہ آپ سے درخواست کرتا ہوں آیئے اور دین کو سیکھنے کی ابتدا کیجئے۔ یار بیمار ہوتے ہو تو ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہو پڑھنا ہوتا ہے تو سکول جاتے ہو جوتا بنوانا ہوتا ہے تو موچی کے پاس جاتے ہو کپڑا سلوانا ہوتا ہے تو درزی کے پاس جاتے ہو دین کی بات آتی ہے تو خود مفتی بن جاتے ہو۔ کسی ماہر فن کے پاس کبھی نہیں جاتے۔ ہر بندہ مفتی' ہر دوکاندار مفتی' ہر کاشتکار مفتی' ہر موڑ پہ ایک مفتی کھڑا ہے وہ کہتا ہے میں خود جانتا ہوں ارے تو جوتا بنانا نہیں جانتا تو کپڑا سینا نہیں جانتا تو روٹی پکانا نہیں جانتا دین بغیر سیکھے کیسے جانتا ہے ارے خدا کے لئے اسے سیکھو۔ اللہ کے قرآن کو پڑھو اس نے تمہاری طرف بھیجا ہے تمہارے پڑھنے کے لئے۔ آپ اپنے گھر والوں کو چٹھی لکھتے ہیں اپنے عزیزوں کو اپنی اولاد کو اپنے دوستوں کو لکھتے ہیں وہ روز اسے چوم کر سرہانے رکھ کر سو جائے ساری عمر پڑھے نہیں آپ بڑے خوش ہوں گے اللہ نے بھی اپنی کتاب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر آپ کی طرف بھیجا ہے کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ اسے نہیں پڑھیں گے تو اس سوال کا جواب کیا دیں گے؟ کہ رب کریم ہم نے ساری عمر پڑھا ہی نہیں کہ تو کیا فرماتا ہے ہے کیا اس کا جواب ہے؟ تو خدا کے لئے روزانہ ایک آیت اور اس کا ترجمہ پڑھ لو پڑھنا شروع تو کرو۔ وہ کریم ہے وہ کہتا ہے میں پڑھنے والوں کے لئے قرآن کو آسان کر دیا

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ سیکھنے کے لئے میں قرآن کو سہل کر دیا فرماتا ہے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہے کوئی تم میں جو سیکھنا چاہتا ہے ارے مجھے چھوڑو۔ مولوی صاحب کو چھوڑو پیر صاحب کو رہنے دو تمہارا پروردگار تمہیں بلا رہا ہے کہ آؤ میری کتاب پڑھو میں نے اسے آسان کر دیا ہے تمہارے لئے کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ تمہارے نبی کا ارشاد ہے صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک جملہ میرا اگر تم تک پہنچے اسے روئے زمین پر پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے جہاں تک تمہاری آواز پہنچے۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ كَانَ آيَةً او کما قال رسول اللہ علیہ وسلم میری ایک ایک بات کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ وہ بھی چھوڑدیا ہم نے تو پھر ہمیں کون سا اسلام ملے گا کون سے حکمران ملیں گے کون سی حکومتیں ملیں گی اور کون سا انصاف ہو گا؟ کس اسلام کی بات کرتے ہو کن نمازوں کی بات کرتے ہو اور کن سجدوں کی بات کرتے ہو؟ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے بے ذوق سجدے کچھ تبدیلی پیدا نہیں کر رہے ارے ان سجدوں کو اللہ کے روبرو کرو لوگوں سے اپنی پیری منوانے کی بجائے اللہ سے اپنی بندگی منواؤ۔ لوگوں سے اپنی پیشوائی منوانے کی بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی غلامی کی سند لو۔ چھوڑو مجھے بھی چھوڑو دوسرے مولانا کو بھی چھوڑ دو لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت تو نہ چھوڑو۔

آج آپ نے کتنی وفا کی ان شہیدوں کے ساتھ ان عزیزوں کے ساتھ ان جوان بچیوں کے ساتھ جو ابھی تک سکھوں کے گھروں میں بچے پیدا کر رہی ہیں آپ کو یاد ہے ایک دفعہ معاہدہ ہوا تھا ہندوستان اور پاکستان کی حکومت کے درمیان جو عورتیں ہندوؤں کی پاکستان میں رہ گئی ہیں وہ حکومت پاکستان ہندوؤں کو واپس کرے اور جو لڑکیاں جو بچیاں سکھوں اور ہندوؤں نے چھینی ہیں قافلوں سے وہ ہندوستان واپس کرے تو جب ہندوستان اور پاکستان کی تعداد کا اندازہ لگایا گیا تو حکومت پاکستان نے سرٹیفائی CERTIFY کر کے جن بچیوں کا مطالبہ کیا تھا ان کی تعداد چوراسی ہزار تھی اور

ہندوؤں کی ادھر چوراسی بھی نہیں بنتی تھی لہٰذا وہ معاہدہ ختم ہو گیا سرکاری طور پر حکومت پاکستان نے یہ ثابت کیا تھا کہ چوراسی ہزار بچیاں مسلمانوں کی ہندوؤں اور سکھوں نے چھینی ہیں قافلوں سے یا گھروں سے اٹھائی ہیں جو قتل ہو گئیں جو مار دی گئیں ان کے علاوہ جو زندہ ہیں اور یہ حکومت کے فگر تھے حقیقت شاید اس سے بہت زیادہ ہو۔

میں ایک جاسوس کی سرگزشت پڑھ رہا تھا مسلمان جاسوس کی۔ ہندوستان میں پھنس گیا پولیس کے چنگل میں، وہاں سے بھاگا تو کہتا ہے کہ میں ایک علاقے میں جہاں سیلاب آیا ہوا تھا وہاں پھنس گیا وہاں مجھے ایک سکھ نے شام کو پکڑلیا اور اس نے کہا کہ تو جاسوس نظر آتا ہے اس کا ایک اور دوست آ گیا وہ دونوں پکڑ کر مجھے اپنے ڈیرے پر لے گئے کچی مٹی کی دیواریں بنی ہوئی تھیں انہوں نے مارا پیٹا مجھے ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور خود گپیں لگانے لگے کہ اسے صبح تھانے لے جائیں گے رات گیارہ بارہ بجے کا وقت ہو گیا تو وہ کہتا ہے کہ اس کو کوٹھڑی کی چھوٹی سی جو کھڑکی تھی وہ کھلی مجھے نیند نہیں آ رہی تھی بھوکا پیاسا بھی تھا مار بھی پڑی تھی تو میں نے دیکھا کہ ایک خاتون ہے اس کے بال سفید ہیں اور وہ مجھے دیکھ رہی ہے باہر ہلکی ہلکی چاندنی تھی تو میں حیران ہوا کہ یہ تو مجھے سکھ کی بیوی نظر آتی ہے جو مجھے مارتا رہا پیٹتا رہا یہ تو اس کے پاس اس کے گھر اس کی بیوی ہے اس نے اندر ہاتھ کیا اور اس کے ہاتھ میں درانتی تھی مجھے اشارے سے بلا کر آرام سے کہا ان دونوں نے تو بڑی شراب پی رکھی ہے وہ تو اب صبح تک ہوش میں نہیں آئیں گے اور دیوار مٹی کی ہے اگر تم ہمت کرو تو اس درانتی سے کھودتے رہو تو صبح تک شاید سوراخ کر کے نکل جاؤ اور تمہاری جان بچ جائے تو وہ کہنے لگا کہ میں حیران ہوا میں نے پوچھا کہ آپ تو اس سکھ کی بیوی ہیں کہنے لگی ہاں بیوی تو سکھ کی ہوں لیکن میں بیٹی مسلمانوں کی ہوں۔ بتالیس برس ہو گئے اس خاتون کو کہ سکھ نے کسی قافلے سے کوئی بچی چھینی تھی بتالیس برس ہو گئے سکھ کی بیوی بن کر رہتے ہوئے سکھ کی اولاد پیدا کرتے ہوئے آج بھی اس ملک کے لئے بیالیس برس بعد وہ خاتون قربانی دے رہی ہے میں اور آپ نہیں دے رہے۔ میرے اور آپ کے ووٹ اسلام کے خلاف ہیں سوچو تو سہی کسی مسلمان بچی کو بیالیس سال اس طرح گزارنے پڑیں کہ جس بچے کو اپنی گود میں پالے اسے بھی سکھ بنانا پڑے جب اس کے دل میں ایمان موجود ہے یار سوچو اس اذیت کا اندازہ تو کرو۔ ابھی تک اس ملک کے لئے اس ملک کی بیٹیاں اس قدر قربانی دیتی چلی جارہی ہیں میں اور آپ کر کیا رہے ہیں؟ کب غیرت آئے گی مسلمان کو؟

آج یہ شادیانے تم نہیں بجا رہے تم سے زیادہ نرسیما راؤ بجا رہا ہے تم سے زیادہ آتش بازی ہندوستان میں ہو رہی ہے تم اسلام کے جنازے نکال کر اوپر آتش بازیاں بھی کرتے ہو۔ کاش مولوی میں اتنی غیرت ہوتی کاش تمہارے جنازے پڑھانے سے انکار کر دیتا کاش مولوی تمہاری روٹی کا محتاج نہ ہوتا کاش علماء بھی مزدوری کرنا سیکھ جاتے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مزدوری کر کے پیٹ بھرتے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے دس سال میں چھبیس لاکھ مربع میل علاقہ فتح کرکے اسلامی ریاست میں شامل کیا اور چھتیس ہزار بڑے بڑے شہر اور بڑے بڑے قلعے تھے میں نے فاتحین عالم کی فہرست پڑھی ہے سب سے ٹاپ پر ایک بندہ ہے اکیلا جس نے سات لاکھ مربع میل علاقہ فتح کیا باقی سارے پانچ لاکھ سے کمتر ہیں اکیلا فاروق اعظم ہے جس کے دس سالہ عہد خلافت میں چھبیس لاکھ مربع میل علاقہ فتح ہوا۔ اور جب زخمی ہوگئے شہادت کا وقت قریب تھا فرمایا حساب لاؤ میرے ادھار کا حساب لاؤ میری تنخواہ کم تھی مزدوری کے لئے وقت نہیں بچتا تھا میں بچے پالنے کے لئے ادھار لیتا تھا چھیاسی ہزار درہم ادھار نکلا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ فرمایا میری جائیداد بیچ دو اور پہلے قرض ادا کرو۔ تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزدوری کرتا ہے کاش آج کا مولوی بھی مزدوری کر لیتا اور اسلام کے خلاف

باقی صفحہ نمبر ۲۸ پر

اللہ اکبر اللہ اکبر

قرآن نے حکم سنایا ہے
اٹھ! وقت جہاد اب آیا ہے

یہ حاکم ظلم کو لایا ہے بدیوں نے رنگ جمایا ہے
ہر طرف منافق چھایا ہے اسلام کا ڈھونگ رچایا ہے

قرآن نے حکم سنایا ہے
اٹھ وقت جہاد اب آیا ہے

یہ سنگ جفا بھی بھاری ہے رشوت کی گرم بازاری ہے
ڈاکے پہ ڈاکہ جاری ہے اب تیری میری باری ہے

قرآن نے حکم سنایا ہے
اٹھ وقت جہاد اب آیا ہے

منزل تو تیری شہادت ہے جو سب سے بڑی عبادت ہے
قرآن تیری سعادت ہے شمشیر و سناں اک عادت ہے

قرآن نے حکم سنایا ہے
اٹھ وقت جہاد اب آیا ہے

اسلام کا دور اب آئے گا یہ خون تیرا رنگ لائے گا
رحمت کا سایہ چھائے گا سب نور ہی نور ہو جائے گا

چوہدری عبدالخالق

مُردہ ارواح

ہم یہ بات پہلے سن چکے ہیں کہ کاروبار تجارت ملازمت مزدوری معروف ذرائع حصول رزق کے جو ہیں یہ مومن پر اسی طرح فرض ہیں جس طرح نماز روزہ یا دوسری عبادات فرض ہیں یہ اس لئے نہیں ہیں کہ اگر وہ کاروبار نہیں کرے گا تو نظام کائنات معطل ہو جائے گا اس لئے نہیں اس لئے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے پورے خلوص کے ساتھ اپنی ان قوتوں کو جو اللہ نے اسے دی ہیں انہیں استعمال کرے اور یہ ظاہر ہو کہ اللہ کا بندہ اللہ کی دی ہوئی قوتیں ان حدود کے اندر استعمال کرتا ہے جو اللہ نے بنا دی ہیں۔ یعنی اس حصول رزق کی محنت کے لئے دوکانداروں کے لئے ملازمت کے لئے مزدوری کے لئے جو کچھ وہ کرتا ہے وہ بھی اس بات کا ثبوت ہو کہ یہ اللہ کا بندہ ہے رزق یہ اس کا اپنا کام ہے کسی کو کتنا دینا ہے کس کو کس حال میں رکھتا ہے اور وہ قادر ہے وہ جب چاہتا ہے تو بندے کو نہایت مفلوک الحال مقروض اور لوگوں کے طعنوں کی زد پر رکھتا ہے لیکن یہ مت بھولئے کہ جس حال میں وہ رکھتا ہے ہمارے لئے مناسب وہی حال ہوتا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ اپنی ننھی منی عاجز سی مخلوق کو ستا کر یا تنگ کر کے خوش ہوتا ہے یہ بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ بہت سی بڑی برائیوں سے بچا کر ہمیں وہ اس سے آسان راستوں سے گزار رہا ہوتا ہے اور ہم ان چھوٹی چھوٹی مشکلوں کے شکوے کرتے رہ جاتے ہیں کہ میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا مجھے کتے نے کاٹ کھایا اور میں مقروض ہو گیا لیکن ہم اس کو بھول جاتے ہیں کہ شاید میرا کردار تو یہ تھا کہ میرا ایمان بھی ضائع ہو جاتا اس نے مجھے اس ذلت سے شاید اس نے مجھے آخرت کی ذلت سے میدان حشر میں رسوائی ہوتی تو کیا ہوتا۔ اگر کسی کو وہ مال و دولت دیتا ہے اقتدار دیتا ہے تو غربت سے کڑا امتحان ہے یہ مت بھولئے لوگوں کو غربت کا شکوہ رہتا ہے لیکن ڈرنے کی چیز دولت مندی ہے۔ مجھ پر یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ میں نے زندگی کے یہ دونوں رخ دیکھے ہیں۔ میں نے انتیس ۲۹ روپے ماہوار پر ملازمت بھی کی ہے اور پھر پچاس ہزار پینٹھ ہزار ستر ہزار ماہوار گھر سے اپنے ملازموں کو تنخواہ بھی دی ہے زندگی کے دونوں شعبے دیکھے ہیں آج بھی میرے ملازموں کی تنخواہ ہزاروں میں ہے پانچ پانچ چار چار ہزار ایک ایک ملازم یا ایک مینجر لے لیتا ہے زندگی میں میری پسند اس وقت زیادہ واخل تھی جب میں غریب تھا اور جب سے دولت آئی اس نے مجھے زیادہ بے بس کر دیا اس نے مجھے زیادہ مشکلات میں ڈال دیا اس نے مجھے بے شمار جگہوں سے بچنے کے لئے اپنی قوت اپنا ارادہ لگانا پڑا جب کہ غربت میں بے شمار چیزیں ایسی تھیں کہ بندہ کر ہی نہیں سکتا غربت میں یہ آسانیاں تھیں فقیری میں یہ آسانیاں تھیں کہ بے شمار ایسی باتیں تھیں جن تک بندے

کی رسائی ہی نہیں تھی سوچتا بھی نہیں تھا۔ اور امارت میں ان سے بچنے کے لئے مجاہدہ کرنا پڑ رہا ہے۔ جب روکھی سوکھی ہوتی تھی کھاتا تو الحمد للہ میں اب بھی روکھی کھاتا ہوں میری غذا میں فرق نہیں آیا میں اب بھی وہی روٹی اور اسی طرح لسی سے کھا لیتا ہوں اچار سے کھا لیتا ہوں۔ لیکن تب میرے پاس فرصت ہوتی تھی فارغ وقت ہوتا تھا آرام کرتا تھا مزے سے کھاتا تھا آرام سے سوتا تھا۔ اور اب مدتوں سے میں چھٹی کے نام سے نا آشنا ہوں۔ رات دن کام کرنے کے باوجود میرے پاس وقت نہیں بچتا تو زیادہ مشکلات جو ہیں وہ دولت دنیا کے ساتھ ہیں امارت کے ساتھ ہیں اقتدار کے ساتھ ہیں۔ ڈرنے کی چیز دولت مندی ہے غربت نہیں اور بڑے اولالعزم لوگ تھے وہ جنہوں نے دولت مندی میں بھی ایمان کو کردار کو اور اپنے رب کو بچا کر رکھا۔ دنیا کا یہ نظام اس ڈگر پر چلتا رہتا ہے کسی کو کسی حال میں رکھتا ہے کسی کو کسی میں لیکن یہ یاد رکھیے جس کو جس حال میں رکھتا ہے اس بندے کے لئے مناسب وہی حال ہوتا ہے وہ خود سمجھے یا نہ سمجھے۔

لیکن یہ اعضاء و جوارح جو ہیں یہ ہماری حسیں جو ہیں دیکھنے کی قوت سننے کی قوت یہ ہمارے اس استعمال سے ان کی کوالٹی اور ان کے گریڈ تبدیل ہوتے رہتے ہیں آپ نے دیکھا کچھ لوگ کلر بلائنڈ COLOR BLIND ہوتے ہیں انہیں رنگ نظر نہیں آتے باقی سب کچھ نظر آتا ہے لیکن وہ انہیں الگ نظر نہیں آتے پیلا سرخ نیلا سیاہ ان کے لئے سب ایک جیسا ہوتا ہے وہ کلر بلائنڈ ہوتے ہیں ایک عجیب مرض ہے انسان کو لگ جاتا ہے تو پھر اسے سارے رنگ ایک ہی جیسے نظر آتے ہیں باقی سب کچھ ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ایک مرض لگ جاتا ہے کہ ان کی زبان چکھنے سے معذور ہو جاتی ہے ٹیسٹ نہیں رہتا تو وہ مٹھائی کھائیں یا بھوسا کھائیں کوئی کڑوی چیز آپ انہیں کھلا دیں میٹھی کھلا دیں کوئی فرق نہیں پڑتا ان میں ٹیسٹ کو جو حس ہوتی ہے وہ رہتی نہیں اور سارا ٹیسٹ زبان میں دہن میں ہوتا ہے حلق سے نیچے جو چیز اتر جائے اس کے ٹیسٹ کا پتہ نہیں بندے کو لگتا۔ اس طرح ان حواس پہ بیماریاں آتی ہیں ایک مرض کردار کے ساتھ یہ ساری بیماریاں ہمارے کسی غذا کے سبب کسی بد پرہیزی کے سبب اس کا کوئی سبب عالم اسباب ہے اللہ کریم نے ہر چیز کے پیچھے کوئی سبب رکھا ہے اسکے پیچھے کوئی سبب ہوتا ہے ہماری جو بے اعتدالی تعلقات باری میں ہوتی ہے عظمت باری کے ساتھ جو ہم کرتے ہیں بے راہ روی جو آخرت سے انکار پہ ہوتی ہے پتہ نہیں کہ جو جی میں آئے کرو وہ ایک عجیب بیماری پیدا کر دیتی ہے۔

آدمی زندہ ہوتا ہے کھاتا پیتا ہے چلتا پھرتا ہے لیکن زندگی کی وہ حرارت جس سے وہ حق اور باطل میں تمیز کر سکے وہ بجھ جاتی ہے ایک مرض شروع ہوتا ہے برائی سے برائی کو اچھا سمجھنے لگا جاتا ہے پھر کرتے کرتے اس کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ وہ بندہ زندہ ہوتا ہے کھاتا پیتا ہے چلتا پھرتا ہے لیکن بالکل ایسے ہو جاتا ہے جیسے اس کی روح کوئی میت ہو اور وہ بدن کوئی قبر ہو جو اپنا میت لے کر پھرتی ہے۔

وَاَحْیَآءٌ مِّنْهُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرٌ ایک عرب شاعر نے کہا تھا کہ ان کے وجود قبر میں جانے سے پہلے خود ارواح کی قبریں بن جاتی ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نبی علیہ السلام کی آواز بھی متوجہ نہ کر سکی ہر شے میں ایک حسن ہوتا ہے صورت میں سیرت میں آواز میں کلام میں اس کے مفاہیم میں معانی میں مطالب میں اگر کلام مثالی حسین ہو اس کے مفاہیم بھی مثالی حسین ہوں بیان کرنے والا بھی مثالی حسن کا مالک ہو اور بیان کرنے کا انداز بھی مثالی حسین ہو اور آواز بھی سارے حسن کا مجموعہ ہو تو بندہ کیوں نہ متوجہ ہو کوئی اچھا شعر عام آدمی پڑھ دے بندہ متوجہ ہو جاتا ہے کوئی اچھا جملہ آپ نثر میں بھی کہہ دیں بندہ متوجہ ہو جاتا ہے چہ جائیکہ کہ کوئی اچھی آواز کوئی خوبصورت انداز میں اور خوبصورت بات کہنا شروع کرے کون متوجہ نہیں ہو گا۔ لیکن کیا یہ سارا حسن مردوں

کو متوجہ کرے گا؟ اس کے لئے زندہ بھی تو ہونا چاہیے۔ خود اس میں سننے سمجھنے کی صلاحیت بھی تو باقی ہونی چاہیے تو فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں کمی نہیں ہے بات یہ ہے یہ جو چلتی پھرتی لاشیں ہیں انہیں آپ نہیں سنوا سکتے یہ کیسے سنیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات۔ اس سے سماع موتی کا انکار نہیں اور غلط استدلال کیا جاتا ہے یہاں موتی سے مراد وہ قلوب ہیں جو مردہ ہو چکے ہیں۔ انسان زندہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو تبلیغ نہیں فرماتے تھے قبرستان میں وعظ کرنے نہیں جاتے تھے وہ لوگ جو شہر میں چلتے پھرتے کھاتے پیتے جیتے بستے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات انہیں ٹس سے مس نہیں کر سکتے تو فرمایا کمی اس طرف نہیں ہے اس طرف مردے ہیں اور جنہوں نے اپنے حسیں مردہ کر لی ہیں۔

حسین مردہ کر دیں ہیں سننے کی صلاحیت کھو چکے ہیں انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے سنائیں گے اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اس ساری کمزوری کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سننا بھی نہیں چاہتے۔

پھر وہ پیٹھ پھیر کر بھی چل دیتے ہیں اس طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے جو اندھا ہو گیا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ کیسے دکھائیں گے۔ اس کے دیکھنے کی حس ختم ہو گئی اسے حق و باطل بھلائی اور برائی نیکی اور بدی کا راستہ نظر نہیں آتا اس کا نفس اندھا ہے اس کی لاٹھی نفس کے ہاتھ میں ہے وہ جدھر لے کر جاتا ہے راستوں سے بے خبر وہ چلتا جاتا ہے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھانے میں کمال کا اثر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنا سکتے ہیں۔

ان لوگوں کو جو ہماری آیات پر ایمان لائیں اور تسلیم کریں عظمت باری کو۔ ان کو سنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے۔ یعنی ایمان بنیادی وہ حرارت جو زندگی کی ضمانت ہے۔

تو یہاں سے مردے مراد نہیں ہیں یہاں ایمان سے خالی قلوب اور مردہ قلوب مراد ہیں مقابلہ کیا گیا ایمان کے ساتھ۔

اب یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ کہ سننے والا دیکھنے والا سمجھنے والا کیا سنتا ہے کیا کرتا ہے ایک شخص کے ساتھ ہمارا رشتہ استوار ہو جاتا ہے محبت کا پیار کا تعلق کا اس کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے عقیدت کا استاد بنا لیتے ہیں شیخ بنا لیتے ہیں اب ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم اس شخص کی غلامی کریں اطاعت کریں اس کو راضی رکھیں وہ ہمیں بتا دیتا ہے کہ یہ کام کرنا ہے یہ چیز کھانے کی ہے یہ پینے کی ہے اس گھر میں رہنا ہے ہم اسی طرح رہیں گے۔ گھر کو آگ لگ گئی اب وہ مکان میں کھڑا چلا رہا ہے کہ بھئی آگ بجھاؤ پانی لاؤ بالٹی لاؤ ہم کہتے ہیں جی جھاڑو دینا ضروری ہے تم تو جھاڑو دیتے ہیں۔ شیخ نے ہمیں کھانا پکانا سکھایا ہم اطاعت تو اس کی کر رہے ہیں۔ لیکن گھر جل گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اطاعت بھی نافرمانی میں شمار کی جائے۔ تو مومن کو دو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے اس وجود فانی کو اطاعت الٰہی کے دائرے کے اندر رکھے سارا زور لگا کر کوتاہیاں غلطیاں بھول چوک اللہ معاف کرنے والا ہے لیکن وہ اپنا زور مرتے دم تک۔ جب تک اسے موت نہیں آ جاتی وہ خود اس بات پہ جم جائے کہ مجھے اللہ کی اطاعت کرنی ہے دوسرا یہ ہے اللہ نے اپنے نبی اپنے رسول علیہ السلام کو دین حق کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ ادیان باطلہ پر اقوام عالم میں غالب آئے یہ اپنے آپ کو اطاعت الٰہی کا کاربند بنانے کی ڈیوٹی اس لئے ہے کہ ہم سبب بن جائیں اس غلبے اور نصرت کا جو اسلام کو ادیان عالم پہ حاصل ہو۔ یہ وہ فلسفہ ہے جو صحابہ کرام کو بدر و احد میں لایا یہ وہ فلسفہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دو دو زرہیں پہن کر مقابلے پر نکلنے پر مجبور کیا یہ وہ فلسفہ ہے جس نے دس سالہ مدنی زندگی

میں اسی ۸۰ سے اوپر غزوات و سرایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معروف رکھا۔ اور انہی عظیم قربانیوں کا صدقہ ہے کہ واقعی روئے زمین کے تمام ادیان باطلہ پر اسلام غالب آیا۔ کتنی عجیب بات ہے حیرت ہوتی ہے آدمی محض تاریخ سے گزر نہ جائے کبھی دو لمحے بیٹھ کر سوچے آج ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک چھوٹا سا ملک ہے جس میں سارے مسلمان بستے ہیں اکثریت مسلمانوں کی ہے وہ حکمران مسلمان قاضی مسلمان جج مسلمان فوج مسلمان پولیس مسلمان لیکن اسلام کو اس ملک پہ غالب کیا جائے کہتے ہیں ناممکن ہے جب یہ بات کی جائے کہ اس خطہ زمین پر اسلام کی حکمرانی ہو تو لوگ دیکھتے ہیں یہ جو بات کر رہا ہے اس کے حواس صحیح ہیں مجھے کہتے ہیں جن سے بات ہوتی ہے وہ کہتے ہیں تم کمال آدمی ہو تمہاری بات سمجھ میں نہیں آتی تم بے وقوف ہو ایسا ممکن نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لاجیکل ممکن نہیں ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ساتھ سمجھوتہ کیا جانا چاہئے۔ یہ نظام بدلا تو نہیں جا سکتا۔ اب اپنی اس ناممکن کو لے کر مدینہ منورہ چلئے۔ جو سارا تین ساڑھے تین ہزار افراد کی آبادی کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور روئے زمین پر طرح طرح کے کفر مسلط ہیں۔ طرح طرح کے کافرانہ نظام مسلط ہیں طرح طرح کی کافرانہ تہذیبیں مسلط ہیں۔ صدیوں کے سلاطین و امراء اور خاندانی بادشاہتیں مسلط ہیں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ان کے پاس سپاہ اور ٹنوں کے حساب سے ان کے پاس سونے کے ذخائر اور مالی وسائل موجود ہیں ان کے نام کا ڈنکا بجتا ہے اور چند سو چند ہزار نفوس قدسیہ وہاں بیٹھے ہیں ساڑھے تین ہزار کی ساری آبادی ہے مدینہ منورہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی حجتہ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام کی تعداد سوا لاکھ کے قریب ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب۔ لیکن جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سارا مدینہ مل ملا کر ساڑھے تین ہزار کی آبادی تھی کیا ممکن ہے کہ کچے گھروں کی یہ چھوٹی سی بستی قیصر و کسریٰ کی تہذیبوں سے ٹکرا جائے اور انہیں ملیا میٹ کر کے وہاں نعرہ تکبیر لکھ دے۔ کیا یہ ممکن نظر آتا ہے کہ امریکہ سے لے کر افریقہ تک اور چائنہ سے لے کر ہسپانیہ تک ساری باطل تہذیبوں کو مٹا کر ان پر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمران کر دیا گیا کیا کسی ذریعے کسی سبب سے ممکن نظر آتا ہے اگر وہ عقلی تجزیہ کریں وہ جو وہاں کچھ نفوس قدسیہ بیٹھے ہیں جن کے پاس پورا لباس نہیں ہے کسی صحابی کے پاس ایک چادر تھی اور کسی کے پاس دو اور جب وہ میدان بدر میں کھڑے ہیں ایک چادر والے نے کمر سے چادر لپیٹ کر یہاں گردن کے پیچھے گرہ لگا دی تھی اور جس کے پاس دو تھیں اس نے ایک کمر سے باندھی تھی دوسری اوپر اوڑھی ہوئی تھی تھوڑے لوگ تھے جن کے پاس لباس تھا۔

تو کیا اگر عقلی استدلال اور تجزیہ کریں تو کیا انہیں ممکن نظر آئے گا کہ وہ چھوٹی سی بستی اٹھ کر اقوام عالم کو سرنگوں کر دے۔ دنیا بھر کے طاغوت کے پرخچے اڑا دے آج ہم کہتے ہیں یہودی ریشہ دوانیاں کرتے ہیں سازشیں کرتے ہیں یہودیوں نے ان کے خلاف سازشیں نہیں کی تھیں؟ حشر کیا تھا انہوں نے یہودیوں کا تو اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے عقل سے کام نہیں لیا ان کی رہنما عقل نہیں تھی ان کا رہبر ان کا عشق تھا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
اور عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہ عقل مندوں کا کام نہیں ہے یہ عشق گزیدوں کا کام ہے یہ تجزیہ نگاروں کا ادیبوں کا فلاسفوں کا کام نہیں ہے یہ دیوانوں کا بے وقوفوں کا جنہیں دنیا بے وقوف کہے جنہیں دنیا پاگل کہے جنہیں جنونی کہے یہ ان کا کام ہے یہ شاعر اور ادیبوں سے ہونے کا نہیں ہے یہ دانش وروں کے مشوروں سے ہونے کا نہیں ہے یہ جنون سے ہونے کا کام ہے اور اس کے لئے جنون چاہئے۔ اس کے لئے زندہ دل چاہئے زندہ

واقع نہیں۔

اور آج میں نے بڑے نیک اور پارسا لوگوں کو دیکھا ہے انہیں آخرت کی نجات کی فکر کھا گئی ہے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے کہ یہ نجات تسبیحات اور سجدوں میں نہیں آج پھر یہ نجات تلواروں کے سائے میں بلا رہی ہے جسے چاہئے اگر اپنی ہی نجات کی فکر ہے احد کا دن بڑا پریشان کن دن تھا مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کی اپنی چھوٹی سی جنگی غلطی کی وجہ سے کفار لشکروں پر ٹوٹ پڑا اور اس طرح سے ٹوٹا کہ آگے تو لڑ ہی رہے تھے پیچھے سے بھی ٹوٹ پڑے مسلمان بکھر گئے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں ایک ایک دو دو ہو گئے۔ اس کے ساتھ کسی نے کہہ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے کفار نے یہ نعرہ لگا دیا۔ اب یہ خبر بجلی بن کر ٹوٹی اور پریشان ہو گئے تو صحابہ نے جو فیصلہ کیا وہ تاریخ میں محفوظ ہے مشرکین مکہ کا خیال یہ تھا کہ یہ نعرہ لگنے پر محمد رسول اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے یہ بد دل ہو کر تلواریں پھینک دیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو پھر زندہ رہ کر ہم کیا کریں گے۔ اب مرنے تک لڑنا چاہئے۔ پھر ہمارے زندہ رہنے کا کیا جواز ہے اس کی ضرورت کیا ہے اور اتنی افراتفری مچی تھی کہ بعض صحابہ نے صحابہ کو یعنی اتنا اندھیرا اتنا طوفان مچ گیا کہ محض بندہ دیکھ کر تلوار چلا دی یہ سمجھ نہیں آئی کہ دشمن یا اپنا دوست ہے اس طرح بھی شہید ہوئے۔

تو اس افراتفری میں ایک صحابی سے روایت ملتی ہے کہ اس نے دوست کو کہا دیکھو اس طرف پہاڑی کی طرف ہو ادھر سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور وہ واقعی اس پہاڑی کے دامن میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ اور آج بھی حدیث کی سیرت کی کتابوں میں موجود ہے کہ اس نے پکار کر کہا کہ بھئی ادھر کہاں جا رہے ہو ادھر سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔

آج بھی اگر جنت ہی چاہئے تو اس کی خوشبو میدان کار زار سے آ رہی ہے مسجدوں سے نہیں۔ کیا عجیب بات ہے کہ روئے زمین پر یہودیت غالب آ جائے یہودی فلسفہ حیات غالب آ جائے یہودی نظام معیشت غالب آ جائے یہودی نظام عدل غالب آ جائے اور یہود دنیا پر حکمرانی کریں اور ہم اسلام کے نام پر بیٹھ کر وظیفے پڑھیں تو کیا اس میں نجات ہو گئی ہم مستحق ہیں نجات کے۔ کیا یہ زندگی کی حرارت ہے ایسے لوگوں میں۔ کم از کم یہ فلسفہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کسی کی سمجھ میں میری بات آتی ہے یا نہیں آتی مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے۔ کتنے لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے اور کون اسے صحیح کہتا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن مجھ پر یہ سورج سے زیادہ روشن ہے کہ آج وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الٰہی میدان کار زار میں ہے۔ محراب و منبر میں نہیں ارے محراب و منبر سجانا تو اس وقت کی بات ہے جب باہر عدل ہو چپے چپے پر ظلم ہو گلی گلی میں ڈاکہ ہو گھر گھر میں ایمان لوٹا جا رہا ہو ہر گھر میں فحش گانے فحش فلمیں اور فحش تصویریں پہنچائی جا رہی ہوں اور ہر بندے کی روزی میں سود ملا ہوا ہو اگر نہیں لینا چاہتا تو بھی اسے سود کا غبار پہنچایا جا رہا ہو۔ پوری دنیا کو قید کر کے بے دست و پا کر کے امریکہ کے یہودی کے سامنے ڈالا جا رہا ہو اور ہم دیگیں پکائیں اور وظیفے پڑھیں اور چلے لگائیں اور حوروں کی امیدیں رکھیں۔ میں کہتا ہوں یہ فلسفہ پاگل پن ہے مجھے اس طرف جہالت نظر آتی ہے آگ لگی ہوئی ہے سارا گھر جلنے کو ہے اور یہ صاحب جھاڑو لئے پھرتے ہیں صفائی کر رہے ہیں دیواریں جھاڑ رہے ہیں ادھر جل جائے گا تو تیری صفائی کس کام آئے گی۔ آگ بجھانے کی ضرورت ہے آگ میں کودنے کی ضرورت ہے آگ پر نچھاور ہونے کی ضرورت ہے اور اگر جل ہی جانا ہے تو پھر زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ یہودیوں کی غلامی سے ایمان کے ساتھ لڑتے ہوئے مرنا ہی بہتر ہے اگر ہماری نسلوں کو ہماری قوم کو مسلمانوں کو کفار کے رحم و کرم پر جینا ہے کیا فائدہ اس جینے کا۔ کتنے مومن ہیں دنیا میں زندہ کیا گزر رہی ہے مسلمانوں

پر کشمیر میں ہندوستان میں فلسطین ہو الجزائر میں افغانستان میں کوئی شمار نہیں کر سکتا کوئی سوچ نہیں سکتا اور مسلمان اس فکر میں ہے کہ جناب وال روٹی چلی آ رہی ہے اور وقت پاس ہو رہا ہے یعنی یہ ایک جملہ طے ہو گیا ہے یہ پاس ہونا بھی اردو بن گئی ہے فوجی کہ وقت پاس ہو رہا ہے۔ تو یہ وقت پاس نجات کا سبب بن جائے گا۔ کیا ضرورت ہے اب چلے لگانے کی کیا ضرورت ہے تبلیغیں کرنے کی اب تو میدان جنگ میں چلہ لگایئے میدان کار زار میں تبلیغ کیجئے شاہ رگ حیات کٹوا کر تکبیر کہئے۔ اپنے خون سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لکھئے۔ پتھروں پر چٹانوں پر زمینوں پر دریاؤں پر اور ثابت کر دیجئے کہ ہم زندہ ہیں۔ اس لئے کہ مردوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فیض نہیں ملا کرتا۔

تیری مبارک آواز مردوں کے کام کی نہیں۔ اپنا زندہ ہونا ثابت کرنا ہو گا۔ اور ہر کام اپنے وقت کی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے جب کسی کے کھانے کا وقت ہے آپ اسے بستر لگا کر دیں اور جب اس کے سونے کا وقت ہے آپ اس کے لئے کھانا تیار کریں وہ کتنی خدمت ہو گئی اس کی۔ یعنی جب اس کے آرام کا وقت ہے آپ اس کے لئے کھانا لگا دیں اور جب اس کے کھانے کا وقت یا اسے بستر بچھانے لگ گئے تو یہ کیا کیا خدمت ہوئی۔

ارے صاحب ضرورت جو ہے وہ تعین کرتی ہے کام کی اب ضرورت ہے اسلام کو ہمارے خون کی ہماری جانوں کی اب اسلام کو نوجوانوں کے خون کی ضرورت ہے اب ایمان حرارت کو آزمانے کا وقت بہ نوک شمشیر بہ زور شمشیر پنجہ استبداد کے سامنے کھڑا ہونے کا وقت ہے آپ ضرور ذکر کیجئے اور کثرت سے کیجئے لیکن۔

اب مقابلہ ہے میدان جنگ میں کیجئے ذکر کافر آئے خون گرے تو اس میں سے اللہ اللہ کی آوزا آئے سرکٹ کر گرے تو بھی تجلیات باری اٹھ رہے ہوں۔

وہ بخشے اس کی مرضی وہ نہ بخشے اس کی اپنی پسند پھر بھی آپ مجبور نہیں کر سکتے اللہ کو کہ ضرور بخش۔ گر یہ بھی اس کی بڑی عطا ہے کہ اس طرح کی جرات رندانہ دے اور اگر بے وقوف عقل یہ سوچتی رہ گئی کہ یہ مشکل ہے مقابلہ نہیں ہو سکتا وسائل نہیں ہیں ہمارے پاس ہمیں وسائل نہیں چاہئیں میرے بھائی! ہمیں جنون چاہئے وسائل دانش کے لئے ہوتے ہیں عقل کے لئے ہوتے ہیں شعور کے لئے ہوتے ہیں ہمیں دانش عقل اور شعور نہیں ہمیں جنون چاہئے پاگل پن چاہئے پاگلوں کے لئے کیا وسائل ہوتے ہیں دیوانوں کے لئے کون سے ذرائع ہوتے ہیں۔ اب دیوانگی کی ضرورت ہے اس دیوانگی کی اسی پاگل پن کی ضرورت ہے جس نے مدینہ منورہ کی اس چھوٹی سی بستی کو یہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا کہ بھئی روئے زمین سے لڑنے چلے ہو کر کیا کرو گے دنیا کو اقوام عالم سے کیسے لڑو گے انہوں نے کہا یہ ہمارا مسئلہ ہے یہ اس کا کام ہے ہمارا کام ہے لڑنا اور وہ لڑ گئے کیوں کیسے یہ انہوں نے کہا یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہمیں حاضر کرنا ہے بس۔

آج پھر اسی جنون کی ضرورت ہے اب یہ ساری محنت یہ سارا مجاہدہ میں نے کبھی یہ تکلف نہیں کیا کہ ہم کوئی زیر زمین کام کر رہے ہیں یا کسی اقتدار کے خلاف لڑ رہے ہیں یا ہمیں کسی سیاسی پارٹی سے کوئی مخالفت ہے اور چھپ کر بات کریں ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم کسی کے خلاف نہیں لڑ رہے ہم اللہ کے دین کی حمایت کے لئے لڑ رہے ہیں جو ہمارا ایمان جو ہم پر فرض ہے جس کے لئے ہمیں کوئی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ اسلام حاکم ہو اس ملک پر تمام مسلمان ہیں اور روئے زمین پر یہ کرہ ارض پر لگی ہوئی مہر نبوت یہ ہمارا معاہدہ ہے اسلام کے ساتھ اس کے لئے کسی زیر زمین سرگرمی کی ضرورت نہیں ہے اس کے لئے ہمیں صرف مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ تم ابھی زندہ ہو۔ یار ہو سکے

باقی صفحہ نمبر ۴۷ پر

سوال آپکا جواب شیخ المکرم کا

جواب۔ لطائف میں وسعت یا قوت پیدا کرنے کے لئے لطائف کرنا ہی ضروری ہے ہم بہت کم وقت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ بہت سی احتیاط ہوتی ہے آپ اگر صوفیوں کے سوانح پڑھیں تو ایک ایک لطیفہ کرانے کے لئے ان کے مشائخ انہیں کمروں میں بند کر دیتے تھے گھر سے الگ کر دیتے تھے اور ناپ تول کر خالص اور کھرا حلال رزق اور اس کے بھی تھوڑے نوالے اور اتنی محنت اور مجاہدہ کرتے تھے اور یہ ضروری ہوتا ہے دل کے روشن کرنے کے لئے اب یہ اللہ کی عطا ہے کہ اس دور میں اللہ کریم نے اتنا اسے عام کر دیا۔ کہ میرے پاس پرسوں ایک خط آیا ہندوستان سے بنارس شہر سے ایک ساتھی نے ایک آدمی کو لطائف سکھائے وہ خط ہندی میں لکھا ہوا تھا میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ ہندی کیسے پڑھی جائے تو وہ لکھتا ہے کہ میں پانچویں لطیفے پر ذکر کر رہا تھا تو میں نے بہت عظیم الشان مسجد دیکھائی اور بے شمار نمازی تھے اس میں اور بہت بڑا اہتمام تھا سمجھ نہیں آتی یہ مسجد کون ہے بیچارا بنارس میں پیدا ہوا ساری زندگی اسے کسنے دین کی بات نہیں بتائی لیکن اللہ کی عطا کو کون روکے کہ اسے اگر لطائف بھی کرائے گئے تو پانچویں لطیفے پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے نکشف کر دی یہ اللہ کی عطا اور یہ محض اس سلسلے کی برکات ہیں یہ چیز پہلی تاریخ تصوف میں نظر نہیں آتی اور شاید بعد میں بھی ایسے لوگ آئیں جو اسے بڑی حیرت کی نظر سے دیکھیں اور یاد کریں کہ یار کیسا زمانہ تھا کیسے لوگ تھے یہ کیا بندے تھے۔ تو اللہ کی عطا سے جتنی برکاتاس سلسلے میں نصیب ہوتی ہیں ان کا تصور نہیں کیا جا سکتا اس کے علاوہ۔ تو آپ دیکھیں ہم نے آپ کی مصروفیات معطل نہیں کیں آپ کا کھان پینا معطل نہیں کیا اپ کا کاروبار معطل نہیں کیا آپ پورے معاشرے اور ماحول میں رہتے ہیں وہ سار جو اس کے خلاف مواد ہے وہ مزاج حاصل کرتا ہے تو پھر اس پر چوبیس گھنٹوں میں دو گھنٹے بھی نہ لگائے جائیں تو ان میں ا یکسٹینشن یا ان میں قوت کیسے پیدا ہو گی تم کم از کم بندہ چوبیس گھنٹوں میں دو گھنٹے تو لگائے۔

ہم جب لطائف کرتے تھے تو اللہ کا یہ احسان ہے کہ میں اپنی گھڑی سے منٹوں والی سوئی نکال دی تھی ہم صرف گھنٹے گنا کرتے منٹ نہیں گنتے تھے ہماری گھڑی میں سوئی ہی گھنٹوں کی ہوتی تھی ایک ہوا دو ہوئے چار ہوئے سوئی ہی نکال دی کہ یہ منٹوں والا شور ہم سے نہیں ہوتا کہ اب اتنے منٹ گزر گئے اور میری اکثر عمر یہ عادت رہی ہے کہ میں چار سے دو سے چھ تک چار گھنٹے فجر کے لطائف ہمیشہ کرتا تھا مجھے یہ تجربہ ہو گیا تھا بغیر گھڑی دیکھے بغیر سانس توڑے یہ خدا بخش وغیرہ میرے ساتھ لطائف کرتا تھا تو میں دو بجے شروع کرتا تھا تو مجھے یہ تجربہ تھا کہ میں جب ساتواں

لطیفہ ختم کرنے والا ہوں گا تو چار بج چکے ہوں گے اور وہ گھڑی کی طرح صحیح ہوتا تھا اور اس پر یہ اگر شامل ہوتے تو دوسری دفعہ جب ہم ساتواں لطیفہ ختم کرتے تو چھ بج رہے ہوتے تھے سردیوں کی راتوں میں اور بغیر سانس توڑے بغیر سانس لیے نارمل زندگی دن بھر کا سارا کام کرنے کے باوجود ہم رات کے دو گھنٹے اور صبح کے چار گھنٹے لطائف کیا کرتے تھے یہ تو ہمت کی بات ہے اور اللہ کی طرف سے توفیق کی بات ہے جسے وسعت اللہ دے دے۔

سوال۔ اگلا سوال ہے کہ کس قسم کا خاص رویہ مانع فیض ہوتا ہے۔

جواب۔ ہر خطا جو ہے فیض میں نقصان تو کرتی ہے لیکن مانع فیض ہونا اور برکات میں نقصان ہونا یہ دو الگ شعبے ہیں۔ مانع فیض وہ چیز ہوتی ہے کہ شیخ کی طرف سے آنے والے انوارات کو روک دے مانع فیض آپ اسے کہیں گے۔ جو کچھ آپ کے پاس ہے اس میں سے نقصان کا ہو جانا یہ ایک دوسری بات ہے تو یہ نقصان تو ہر خطا سے ہوتا ہے اور کوئی خطا بھی مانع فیض نہیں ہوتی فیض آتا رہتا ہے خطا سے نقصان ہوتا ہے توبہ کرنے سے جو مزید آتا ہے وہ کمی پوری کرتا رہتا ہے یا پھر ایک ملاقات پر وہ ساری کمی ایک توجہ سے پوری ہو جاتی ہے لیکن اگر شیخ کے ساتھ تعلق اور عقیدت میں دراڑ پڑ جائے تو یہ مانع فیض ہوتی ہے پھر آنے والا فیض جو ہے وہ مجروح ہو جاتا ہے جتنی بڑی دراڑ ہو گی اتنی بڑی اس میں دیوار بن جائے گی

سوال۔ اگلا سوال یہ ہے کہ جیسے برزخ میں روح غالب ہو گی تو کیا ذکر اللہ کی بدولت ارواح دنیوی زندگی میں بھی اجسام پر غالب آ جاتی ہیں؟

جواب۔ ہاں بلکہ آ جاتی ہیں اہل اللہ کے جو حالات پڑھے ہیں کہ برسوں سونا نہیں یا دنوں تک کھانا نہیں یا بالکل ایک طرف متوجہ ہو جانا یا بہت سے ایسے کام بہت سا اتنا کام کرتے ہیں کہ وہ دوسرا ایک سال میں بھی کر سکے گا یعنی اوقات تھوڑے ہوتے ہیں بظاہر لیکن اس میں جو کام ہوتا ہے وہ بہت زیادہ ہوتا ہے یا بہت تھوڑی غذا لیتے ہیں لیکن جو قوت ہوتی ہے ان کی وہ بہت زیادہ ہوتی ہے یا وہ بہت تھوڑا آرام کرتے ہیں لیکن ان کے پاس جو بشاشت ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے تو یہ ساری چیزیں اسی وجہ سے ہوتی ہیں کہ جب روح کے احکام بدن پر غالب آنے لگیں اور اوصاف ملکوتی پیدا ہونا شروع ہو جائیں فرشتوں جیسے اوصاف پیدا ہونا شروع ہو جائیں۔

مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مناظرہ تھا دیانند سرسوتی سے پنڈت دیانند سرسوتی ہندوستان میں شدھی کی تحریک کا بانی تھا ہندوستان میں۔ ہندوستان میں ہندوؤں نے ایک تحریک شروع کی تھی کہ مسلمانوں کو ہندو بنایا جائے۔ تو اسے وہ شدھ کرنا چاہتے جیسے ہم کہتے ہیں پاک کرنا تو ان کے نزدیک کسی مسلمان کو ہندو بنانا اسے شدھ کرنا ہے پاک کرنا ہے تو اس تحریک کا نام ہی شدھی کی تحریک تھا تو اس نے بہت بڑا طوفان اٹھایا تھا اور بہت سے جو تھے بے علم مسلمان انہیں گمراہ کیا تھا تو علماء نے مقابلہ کیا خصوصاً مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا ڈٹ کر مقابلہ کیا مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ وسلم علم کے سمندر تھے تو مولانا نانوتوی کے پاس جو شاگرد ہوتے تھے وہ فارغ التحصیل علماء ہوتے تھے جو اپنی اپنی جگہ پر بہت پائے کے عالم ہوتے تھے وہ ان کے پاس رہ کر مزید صحبت میں رہ کر مزید علم حاصل کرتے تھے تو مناظرے کی شرائط طے کرنے کے لئے انہوں نے جو اپنے ساتھ چند علماء تھے شاگردی میں انہیں حکم دیا کہ یہ یہ شرط ہو گی مناظرے کی اور یہ جا کر دیانند سے طے کر آؤ۔ مناظرے کی شرائط پہلے طے کر لی جاتی تھیں آجکل تو وہ ہوتے ہیں نہیں کتنا بولے گا وقت کتنا لے گا کس قسم کے دلائل دے گا وہ دلیل مانی جائے گی جس کی کتاب بھی سامنے پیش کرو گے ورنہ نہیں وہ دلیل نہیں دو گے جس کی آپ کے پاس کتاب نہیں اس طرح کی شرطیں ہوتی تھیں تو وہ شرائط مناظرہ طے کرنے گئے تو وہاں کھانا آ گیا ہندو تو جو ہندوؤں کو جانتے ہیں انہیں پتہ ہو گا کہ ہر ہندو الگ کھانا کھاتا تھا مل کر نہیں

کھاتے تھے گھر میں بھی ایک ایک الگ اپنا برتن لے کر الگ بیٹھ کر کھانا تھا تو بہت بڑا تھال اور اس میں آٹھ دس بارہ آدمیوں کا کھانا مختلف تھا مٹھائیوں حلوہ اچار روٹیاں پوریاں وہ حلوہ پوریاں بڑے مزے سے کھاتے تھے اور اچار بڑے کھاتے تھے اس طرح سے تو مختلف کھانے اس میں بھرے ہوئے تو علماء حضرات نے تو یہ سمجھا کہ اس کے ساتھ جو دس بارہ شاگرد پیش ہیں سب کا کھانا ہے بہت بڑے بڑے وہ تھال ہوتے تھے تانبے کے لیکن وہ ان سے شرائط مناظرہ بھی طے کرتا رہا وہ پورا تھال چٹ کر گیا تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ ایک آدمی اتنا کھا گیا واپس آ کر انہوں نے حضرت کو اطلاع دی شرائط طے ہو گئے اور پھر اپنے کمرے میں بیٹھ گئے تو بے تکلفی میں انہوں نے آپس میں بات کی کہ عجیب بات ہے ہمارے حضرت تو اتنا سا لیتے ہیں اور آٹھ پہر گزر جاتے ہیں اور اس شخص نے اگر مقابلہ کھانے میں ہو گیا تو ہم مارے گئے۔ تو حضرت نے وہ بات سن لی کمرہ چونکہ ساتھ تھا آپ نکل کر دروازے میں کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے مجھے افسوس ہوا ہے تمہاری بات پر مقابلہ کمالات میں ہوتا ہے اور کمال بندے کا یہ ہے کہ اس میں فرشتے جیسی صفتیں پیدا ہو جائیں اور یہ نقص ہے اگر مقابلہ زیادہ کھانے کا ہو گا تو مجھے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم ایک سانڈھ لا کر باندھ دیں گے وہ کر لے گا یعنی اس کے لئے کسی انسان کو تکلف کرنے کی کیا ضرورت۔ بیل لا کر باندھ دیں گے وہ اس سے زیادہ کھا جائے گا تو اس طرح تم لوگوں نے سوچا کیوں کہ نقائص میں مقابلہ ہوتا ہے۔ کہ کس میں کتنی بڑی کمزوری ہے یہ تو مقابلہ نہیں مقابلہ تو کمالات میں ہوتا ہے تو تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ جتنی غذا میں لیتا ہوں اور اس کو وہ غذا دی جائے تو کیا یہ زندہ رہ سکتا ہے تمہیں اس طرح سوچنا چاہئے۔

تو غلبہ روح سے اوصاف ملکوتی پیدا ہو جاتے ہیں دنیا میں رہتے ہوئے اس بندے میں وہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔

سوال۔ اگلا سوال یہ ہے کہ آپ پاس ہوتے ہیں تو قلبی حالت اچھی ہوتی ہے آپ کے جانے سے وہ متغیر ہو جاتی ہے اس میں تغیر آ جاتا ہے تو یہ تو ایک فطری بات ہے کہ کس چیز کو آپ چولہے پہ چڑھائے رکھتے ہیں تو اس میں وہ تپش ہوتی ہے اتار کر رکھ دیتے ہیں نہیں رہتی۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کی گلی میں دوڑے آ رہے ہیں اور نعرہ لگاتے آ رہے تھے نافق حنظلہ۔ حنظلہ منافق ہو گیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک لیا انہوں نے کہا حنظلہ تو کیسے منافق ہو گیا کہنے لگا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہوں تو میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو جنت دوزخ آخرت ہر چیز نظروں کے سامنے ہوتی ہے تو جو وہاں سے چلا جاتا ہوں بیوی بچوں میں مصروف ہو جاتا ہوں گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتا ہوں تو وہ کیفیت نہیں رہتی یہی منافقت ہے اور کیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حال تو ہمارا بھی ہے چلو ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے بات بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حال میری صحبت میں ہوتا ہے وہی حال اگر تمہارا دائمی ہو جائے تو پھر بستروں پر آ کر گھروں میں تم سے فرشتے مصافحہ کریں لیکن نظام کائنات کیسے چلے گا تو یہ نظام ایسا ہے کہ قریب رہ کر بہت سی کیفیات آتی ہیں جب آدمی الگ ہوتا ہے تو ان میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے جب پھر ملتا ہے پھر بحال ہو جاتی ہے اور اب یہ سوال کہ شیخ کی ملاقات کے لئے وقت یا پیریڈ کتنا ہونا چاہئے جہاں تک میرا ذاتی تجربات کا تعلق ہے تو ہم جب حضرت سے الگ ہوتے تھے تو ایک حد پر آ کر بھوک لگ جاتی تھی ملنے کے لئے ہم پریشان ہو جاتے ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب اگر ہم نہیں ملیں گے تو ہم نہیں بچ سکتے ہم ہمارا کچھ چھوڑ چھاڑ کر چل اٹھتے تھے۔ کبھی زیادہ سے زیادہ جو وقت گزرتا تھا وہ تین ہفتوں سے زیادہ نہیں ہوتا تھا اس کے بعد پریشانی سی آ جاتی تھی اتنی سی

محسوس ہونے لگ جاتی تھی کہ اب ملاقات ہی اس کو بحال کرے گی ہماری محنت سے نہیں ہو گا۔ یہ اپنے اپنے حال کی بات ہے بھائی جتنی ضرورت کوئی سمجھے۔

سوال۔ اگر کوئی بندہ عشق الٰہی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو رکھے تو اسے کیسے نصیب ہو؟

جواب۔ ثمرات کی بات ہے مانگنا تو ہر ایک کا کام ہر عطا کرنا اس کی دین ہے جسے دے۔

سوال۔ کن گناہوں کی بدولت یہ چھن جاتا ہے؟

جواب۔ ہر گناہ اس کے خلاف ہوتا ہے آپ کسی دیوار سے سوئی کے ساتھ ایک ریزہ نکال دیں تو دیوار کو ایک حد تک کمزور اس نے بھی کیا اور آپ بہت بڑا کوئی ہتھوڑا لے کر کوئی بہت بڑا پتھر توڑ دیں تو دیوار کو توڑا اس نے بھی ہے لیکن توڑا اس چھوٹے ریزے نے بھی ہر خطا ہے وہ اپنا رخنہ ضرور پیدا کرتی ہے یہ ہے کہ خطا کا ہونا تو ممکن ہے اس کے ساتھ توبہ کی جو مرمت ہے ہوتی رہے تو اللہ مہربانی فرماتا ہے قرآن حکیم نے یہی کہا ہے **لم یصر و علی ما فعلو** جو خطا کرتے ہیں اسے پیشہ نہیں بنا لیتے توبہ کرتے ہیں۔

سوال۔ سنا یہ ہے کہ ذکر اللہ سے نفس امارہ نفس توامہ دونوں نفس مطمئنہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں؟

جواب۔ نفس تو نفس ہی رہتے ہیں اور تا دم مرگ آدمی امتحان میں ہے کہ کہیں اس پر وہ امارہ غالب نہ آ جائے لیکن ذکر اللہ سے نفس مطمئنہ ان پر غالب آ جاتا ہے اور اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا نفس مطمئنہ ہو گیا لیکن اس میں سے وہ صلاحیتیں نکال نہیں لی جاتیں خطا کی گناہ کی جو ہے قوت یا اس کا امکان وہ موجود رہتا ہے اس لئے کہا گیا ہے **واعبدو ربک حتی یا تیک الیقین**۔ آخری دم تک۔ یعنی یہ جو آپ نے لکھا کہ ملٹری میں کسی ساتھی نے ایک میگزین پڑھا کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں دو یا تین منٹ ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں آدمی سو جائے تو پورے دن کی نیند پوری ہو جاتی ہے تو ممکن ہے سائنٹیفکلی انہوں نے تجزیہ کیا ہو یا اس کی کوئی تعین کی ہو کیونکہ کچھ لمحات جو ہوتے ہیں مادی طور پر بھی جو وقت ظاہری طور پر بھی گزرتا ہے ان میں کچھ لمحات ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر چھوٹا ہوتا ہے اور ان کے اندر جو کیفیات وسیع ہوتی ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر بہت بڑے ہوتے ہیں یا ان کے اندر کا جو ان میں استعداد کار یا قوت کار ہے وہ گھٹ جاتی ہے اس پھر تعلق آدمی کی ذات کے ساتھ ہوتا کہ کس آدمی کے لئے کون سا لمحہ جو ہے بظاہر چھوٹا اور اندر سے بڑا ہے اور کون سا لمحہ بظاہر بڑا اور اندر سے چھوٹا ہے یہ ہر آدمی کی اپنی استعداد کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

سائنس دانوں نے اسے ایک حد تک پا لیا لیکن اصل یہ ہے کہ ہر آدمی کی الگ استعداد ہوتی ہے اور ہر لمحے کا الگ اثر ہوتا ہے اور پھر یہ جس طرح یہ استعداد ذکر اللہ سے بڑھتی ہے اس کے لمحات میں بھی وہ تبدیلی سرایت کرتی رہتی ہے اور اس طرح سے اہل اللہ میں یہ آ جاتی ہے قوت کہ وہ تھوڑا سوتے ہیں لیکن وہ فریش رہتے ہیں۔

سوال۔ کسی جاندار شے کو حلال کرنے سے بھی سقاوت قلبی ہوتی ہے۔

جواب۔ یہی فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلسل ذبح کرنے سے بھی قلب میں سقاوت آ جاتی ہے فعل تو سختی کا ہے نا تو اسی لئے اس پیشے کو اچھا نہیں سمجھا گیا جو قصاب کا ہے حالانکہ پیشہ تو جائز ہے حلال ہے لیکن بے شمار جانیں ذبح کر کے روزانہ کا ایک پیشہ تو اس سے دل میں سختی آ جاتی ہے لیکن اگر اسے بطور پیشہ بنایا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیٹ کو جانوروں کا قبرستان مت بناؤ اللہ نے حلال کیے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سارے تمہارے ہی پیٹ میں دفن ہونے چاہئیں۔

سوال۔ کوئی ایسی مسنون دعا ارشاد فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے پڑھی ہو یا جس کے پڑھنے سے دینی نقصان سے بچا جائے استقامت علی الدین اور خاتمہ بھی ایمان پر نصیب ہو۔

جواب۔ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ وظائف پڑھتا ہوں جو مسنون حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے یہ پڑھا کرو یہ پڑھا کرو ظاہر ہے وہی پڑھتا ہو گا۔ تو میں چوتھا حصہ سارے وظائف کا جو وقت ہے اس کا چوتھا حصہ دورد شریف پڑھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو درود زیادہ کر لو تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آدھا وقت درود پر لگا لوں تو فرمایا چاہو تو اور بڑھا لو اس نے کہا پھر تین حصے جو وقت ہے درود پر لگاؤں باقی اوراد پر آپ نے کہا چاہو تو زیادہ کر لو تو کہنے لگا پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر جتنا وقت وظائف اور اوراد اور وظائف پر سارا درود ہی پڑھتا ہوں فرمایا اگر ایسا کرو تو دنیا و آخرت کی کوئی ایسی حاجت نہیں جو اللہ پوری نہ کرے۔

بقیہ : مردہ ارواح

تو لوگوں کو یہ سمجھاؤ کہ ہم زندہ ہیں ابھی مسلمان زندہ ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ سوئے ہوئے ہیں یا وہ مدہوش ہیں یا انہیں جھنجھوڑ واپس لاؤ کاش ہم اس قوم کی نیند کھول سکیں کاش یہ شیر جاگ جائے اور اللہ وہ وقت دیکھنا نصیب کرے کہ جب ان بلندیوں ان پہاڑوں میں ان میدانوں ان ڈھلوانوں میں پھر سے اللہ کے دین کا راج ہو کسی مفلس کو کسی امیر کا ڈر نہ ہو کسی شہنشاہ کے ڈر سے لرز نہ رہا ہو ہر چھوٹے بڑے کو صرف اور صرف اللہ کا ڈر ہو ہر بندے تک اسی کا حق پہنچے اور ایمان کی دولت دلوں کو پھر سے مالا مال کر دے۔

دعائے مغفرت

سالیہ عالیہ کے ساتھی حاجی محمد اقبال (بریڈ فورڈ) کی والدہ ماجدہ ۹ ر جولائی ۱۹۹۴ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ سلسلہ کے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

ثمر عابد زبیری

جلائے عشق ہوں مسرور ہوں شادان ہوں میں
ہر طرف جلوہ نظر آتا ہے ان کا رات دن

ان کی بخشش اور کرم کا حال کچھ مت پوچھئے
روضہ اطہر نظر کے سامنے ہے رات دن

رواں رواں ریشہ ریشہ قطرہ قطرہ خون کا
میں کروں ذکر الٰہی اللہ اللہ رات دن

ذرہ ذرہ بن کے اڑ جاؤں ہوا کے دوش پر
میرا مسکن ہو غلاف خانہ کعبہ رات دن

گرد بن کر میں بچھوں حجاج کے قدموں تلے
ہو طواف کعبہ اس طرح سے میرا رات دن

نوٹ :

پتہ تبدیل کروانے کیلئے نئے پتے کے ساتھ پرانا پتہ بھی ضرور لکھئے شکریہ

(صفارہ اکیڈمی دارالعرفان میں فرسٹ ایئر (آرٹس) کی کلاسوں کا اجراء)

دینی اور دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج

شخصیت سازی کا بہترین ادارہ

صفارہ اکیڈمی

اقبال کے شاہینوں کا مسکن

داخلہ جاری ہے

(فرسٹ ایئر آرٹس)

- صحت مند پاکیزہ ماحول
- نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر خصوصی توجہ

محل وقوع: خوشاب راولپنڈی روڈ پر چکوال اور خوشاب کے درمیان دارالعرفان واقع ہے۔

نوٹ: داخلہ کے خواہشمند طلباء جو میٹرک کا امتحان پاس کر چکے ہوں۔ فوری طور پر رابطہ کریں۔ فون نمبر: ۲۷۴۵ کوڈ نمبر ۵۷۷۶۔

تصوّف کیا نہیں؟

تصوّف کے لیے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دُنیا کے کاروبار میں ترقی دِلانے کا نام تصوّف ہے، نہ تعویذ گنڈوں کا نام ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دُور کرنے کا نام تصوّف ہے نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوّف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے، ان پر چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوّف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوّف ہے نہ اولیاءاللہ کو غیبی نِدا کرنا مشکل کُشا اور حاجت رَوا سمجھنا تصوّف ہے، نہ اِس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مُرید کی پُوری اِصلاح ہو جائے گی اور سلوک کی دَولت بغیر مجاہدہ اور بِدُون اِتباعِ سُنّت حاصل ہو جائے گی۔ نہ اِس میں کشف و اِلہام کا صحیح اُترنا لازمی ہے اور نہ وَجد و تواجد اور رقص و سرود کا نام تصوّف ہے۔ یہ سب چیزیں تصوّف کا لازمہ بلکہ عین تصوّف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر تصوّفِ اِسلامی کا اِطلاق نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری خرافات اِسلامی تصوّف کی عین ضِد ہیں۔

(دلائل السّلوک)

MONTHLY AL - MURSHED
Reg. No. L-[illegible]

اسرار التنزیل

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان کی دلکش تحریر
میں قرآنِ کریم کی ایک منفرد اندازِ تفسیر۔ کہ قرآنِ کریم
کو سمجھنا نہ صرف آسان بلکہ دلچسپ بنا دیا ہے۔
پڑھ کر خود ہی افادیّت کا اندازہ لگائیے۔
اب تک چھ جلدیں چھپ چکی ہیں۔
آرٹ پیپر پر مجلّد اور آفسٹ پیپر پر غیر مجلّد دستیاب ہیں۔

اویسیہ کتب خانہ اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ
ٹاؤن شپ۔ لاہور

AWAISIA SOCIETY, COLLEGE ROAD, TOWNSHIP
LAHORE, CODE 54770 Phone. 844[illegible]

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو ویڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے
آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255